ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

دسمبر ۱۹۹۱ء

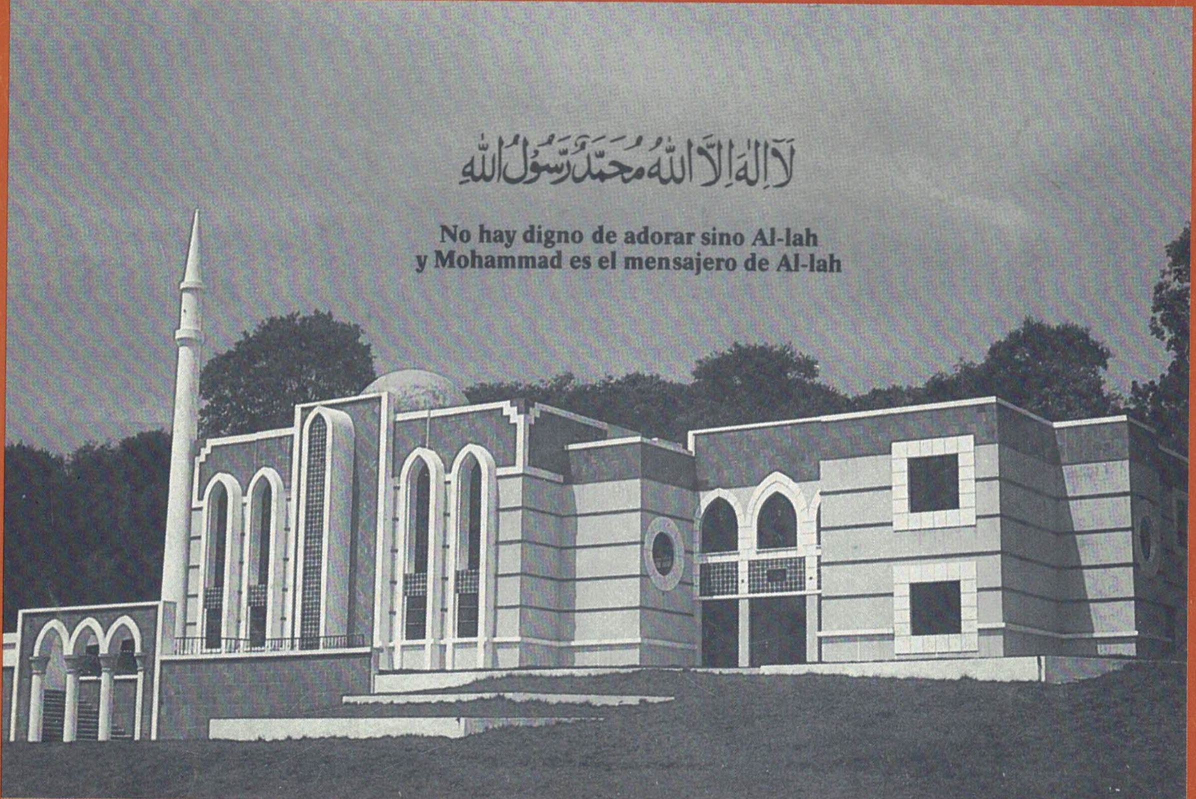

مسجد بیت الاوّل ـــــ گوئٹے مالا

اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اپنے پہلے دورہ گوئٹے مالا ۳-۶ جولائی ۱۹۸۹ء کے دوران فرمایا۔ مسجد اور اس سے ملحق دو منزلہ مشن ہاؤس کے اخراجات چوہدری محمد الیاس صاحب نے اپنے والد چوہدری محمد اسحاق صاحب اسیرِ راہِ مولیٰ ساہیوال کی رہائی پر اظہارِ تشکر کے طور پر ادا کئے ہیں۔ مسجد کی پہلی منزل میں دو صد مرد نمازیوں کے لئے گنجائش ہے۔ جبکہ دوسری منزل پر اتنی ہی تعداد میں خواتین کیلئے نماز کی جگہ مخصوص ہے۔

مرسلہ : عبدالماجد طاہر وکالت تبشیر ـــــ لندن

القرآن الحکیم

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ ؕ ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ ۚ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ۝ (پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳۲)

یعنی ایسے لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلی بدکاریوں سے بچتے رہتے ہیں مگر یہ کہ ذرا سا (گناہ) کو چھو جائیں (پھر پچھتانے لگیں) تیرا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے۔ وہ اس وقت سے تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں پوشیدہ تھے۔ پس اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو متقیوں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ الْحَلَالَ بَیِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ لَا یَعْلَمُھُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ اِسْتَبْرَاَ لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ، وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُھَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ کَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْہِ، اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمًی، اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللہِ مَحَارِمُہٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ: اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

مُسلم کتاب البیوع باب اخذ الحلال ص ۴۵/۲-۲

حضرت نعمان ابن بشیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ حرام اور حلال واضح ہے۔ ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو لوگ مشتبہات سے بچتے رہے انہوں نے اپنے دین کو اور اپنی آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا بہت ممکن ہے کہ وہ حرام میں جا پھنسے یا کسی جرم کا ارتکاب کر بیٹھے۔ ایسے شخص کی مثال بالکل اُس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ علاقے کے قریب قریب اپنے جانور چراتا ہے بالکل ممکن ہے کہ اُس کے جانور اُس علاقہ میں گھس جائیں۔ دیکھو ہر بادشاہ کا ایک محفوظ علاقہ ہوتا ہے جس میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا محفوظ علاقہ اُس کے محارم ہیں اور سنو انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب تک وہ تندرست اور ٹھیک رہے تو سارا جسم تندرست اور ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب اور بیمار ہو جائے تو سارا جسم بیمار اور لاچار ہو جاتا ہے اور اچھی طرح یاد رکھو کہ یہ گوشت کا ٹکڑا انسان کا دل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی

جمادی الاوّل، جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ، فتح ۱۳۷۰ ہش، دسمبر ۱۹۹۱ء

جلد ۱۶ شمارہ ۱۲

مجلس ادارت

صدر مجلس
عبداللہ واگس ہاوزر
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران
مسعود احمد جہلمی

ایڈیٹر
عرفان احمد خان

نائبین
ڈاکٹر عمران احمد خان، خلیق سلطان انور
سلیم احمد شاہد، انیس محمود منہاس

خطاطی
سعید اللہ خان

پبلشر
فلاح الدین خان

مینیجر
عبدالرزاق ڈوگر

نائبین
ندیم احمد، عبدالحنان

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ
یورپ — ۲۴ مارک　امریکہ و کینیڈا — ۲۰ ڈالر
آسٹریلیا، جاپان — ۲۵ ڈالر　انڈیا، پاکستان — ۴۰۰ روپے

قیمت : ایک مارک

فہرست مضامین

اداریہ — ۲
ارشادات عالیہ — ۳
اوقات نماز — ۴
خطاب حضور — ۵
ذکر الٰہی — ۱۲
یسوع مسیح خدا کے نبی — ۱۵
مقالہ خصوصی — ۱۹
قبر کشائی کا دلگداز منظر — ۲۱
نظم — ۲۲
جسٹس آفتاب حسین کی گفتگو — ۲۳
پاکستان میں مذہبی منافرت — ۲۵
جرمنی میں پیشہ ورانہ حصول تعلیم — ۲۷
جھوٹی خبر کی تردید — ۲۹
انصار اللہ کا صفحہ — ۳۱
فرنکفرٹ میں کتابوں کی نمائش — ۳۱
راہِ مولیٰ کا ادنیٰ اسیر — ۳۲
نظم — ۳۲

اداریہ

مذہبی جماعتوں کے ساتھ

حکومت پاکستان کا متضاد طرزِ عمل

رائیونڈ کے تبلیغی اجتماع کے انعقاد سے قبل اُس کے انتظامات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے سے متعلق روزنامہ نوائے وقت لاہور کے نامہ نگار کی مرسلہ جو تفاصیل اخبار مذکور میں شائع ہوئیں ان میں بتایا گیا کہ تبلیغی اجتماع کے سلسلہ میں انتظامات کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔ مختلف محکمے اجتماع میں شرکت کرنے والے لاکھوں زائرین کی بہتر مہمان نوازی کے لئے اپنا اپنا کردا ادا کر رہے ہیں ان تفاصیل میں چھ ڈسپنسریوں کے قیام، بارہ ڈاکٹروں اور چار ایمبولینس گاڑیوں کے انتظام، ٹینکروں کے ذریعہ چھڑکاؤ کے خصوصی اہتمام وغیرہ کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے نیز نامہ نگار نے آخر میں لکھا ہے کہ تبلیغی اجتماع کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے کمشنر لاہور ڈویژن خالد فاروق نے رائیونڈ کا دورہ کیا۔ ڈپٹی کمشنر لاہور، اے ڈی سی جی، اے سی صدر، علاقہ مجسٹریٹ، تحصیلدار لاہور، ڈی ایس پی چوہنگ، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ، چیف انجینئر ہائی وے اور مختلف دیگر اعلیٰ افسران بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے چیئرمین بلدیہ اور چیئرمین ضلع کونسل لاہور کے ساتھ اجتماعی راستوں کا معائنہ کیا اور زیر تکمیل سڑکیں جلد مکمل کرنے کی ہدایت کی۔ رائیونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع کے شرکاء کو مختلف سہولتوں کی فراہمی کے ضمن میں وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف کی جانب سے خصوصی ہدایات دی گئی ہیں ——— (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۹ نومبر ۱۹۹۱ء)

اس کے بالمقابل جب ہر سال دسمبر کے مہینہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا موقع آتا ہے تو سرکاری حکام اس کے انعقاد کی سرے سے اجازت ہی نہیں دیتے بلکہ ہوتا یوں ہے کہ اجازت کے حصول کے لئے جو درخواست دی جاتی ہے اس کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ حالانکہ آئین پاکستان کی رو سے تمام دوسری مذہبی جماعتوں کی طرح تبلیغی جماعت اور جماعت احمدیہ ہر دو کو اپنا اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کے یکساں حقوق حاصل ہیں۔ اندریں حالات ملک کی دونوں مذہبی جماعتوں کے ساتھ حکومت کا متضاد سلوک اور انتہائی قابلِ اعتراض طرزِ عمل کسی بھی مسلمہ قاعدے قانون اور ضابطہ کی رو سے دنیا کے لئے یکسر ناقابلِ فہم ہے اور رہے گا۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ تفریق و امتیاز پر مبنی اس دو عملی کے داغ سے اپنے دامن کو پاک کرے۔ اور ایسا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ وہ تمام دوسری مذہبی جماعتوں کی طرح امسال جماعت احمدیہ پاکستان کو بھی اپنا جلسہ سالانہ (جس کا انعقاد ہر سال ماہ دسمبر کے اواخر میں عمل میں آتا رہا ہے) منعقد کرنے کی اجازت دے اور اس امر کا عملی ثبوت بہم پہنچائے کہ وہ مذہبی جماعتوں کے حقوق کے معاملہ میں کسی تفریق و امتیاز کی روادار نہیں ہے ورنہ دنیا کی نگاہ میں اُس کے اِس متضاد سلوک اور طرزِ عمل پر یہ مثل صادق آئے بغیر نہ رہے گی۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

گناہوں کی عقوبت کا حقیقی علم ان کے ارتکاب سے اجتناب کا یقینی ذریعہ ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"تمہارا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ ایک چیز کا مفید ہونا جب ثابت ہو جائے تو فی الفور اُس کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور جب مضر ہونا ثابت ہو جائے تو فی الفور دل اُس سے ڈرنے لگتا ہے۔ مثلاً جس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ چیز جو میرے ہاتھ میں ہے یہ سم الفار ہے وہ اُس کو طباشیر یا کوئی مفید دوا سمجھ کر ایک ہی وقت میں تولہ یا دو تولے تک بھی کھا سکتا ہے لیکن جس کو اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ یہ تو زہر قاتل ہے وہ بقدر ایک ماشہ بھی اُس کو استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے کھانے کے ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اسی طرح جب انسان کو واقعی طور پر علم ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ خدا موجود ہے اور درحقیقت تمام قسم کے گناہ اُس کی نظر میں قابل سزا ہیں جیسے چوری، خونریزی، بدکاری، ظلم، خیانت، شرک، جھوٹ .... تو یہ تمام گناہ اس علم کے بعد کہ ہر یک کے ارتکاب سے سزا کا ہونا ایک ضروری امر ہے خود بخود ترک ہو جاتے ہیں۔

.... ہرگز ممکن نہیں اور کسی طرح ممکن نہیں کہ تم اس بات کی پوری بصیرت حاصل کر کے کہ گناہ کرنے کے ساتھ ہی ایک بجلی کی طرح تم پر سزا کی آگ برسے گی پھر بھی تم گناہ پر دلیر ہو سکو گے۔ یہ ایسی فلاسفی ہے جو کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتی۔ سوچو اور خوب سوچو کہ جہاں جہاں سزا پانے کا پورا یقین تمہیں حاصل ہے وہاں تم ہرگز اس یقین کے برخلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ بھلا تبلاؤ کیا تم آگ میں اپنا ہاتھ ڈال سکتے ہو؟ کیا تم پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اپنے تئیں گرا سکتے ہو؟ کیا تم چلتی ہوئی ریل کے آگے لیٹ سکتے ہو؟ .... بھلا تم سے کون ہے جو ایک زہریلے سانپ کو اپنے پلنگ پر دیکھے اور جلد کود کر نیچے نہ آجائے .... تو اب بتلاؤ تم ایسا کیوں کرتے ہو اور کیوں ان تمام موذی چیزوں سے علیحدہ ہو جاتے ہو مگر وہ گناہ کی باتیں جو ابھی میں نے لکھی ہیں ان سے تم علیحدہ نہیں ہوتے؟ اس کا کیا سبب ہے؟ پس یاد رکھو کہ وہ جواب جو عقلمند پوری سوچ اور عقل کے بعد دے سکتا ہے وہ یہی ہے کہ ان دونوں صورتوں میں علم کا فرق ہے یعنی خدا کے گناہوں میں اکثر انسانوں کا علم ناقص ہے اور وہ گناہوں کو بُرا تو جانتے ہیں مگر شیر اور سانپ کی طرح نہیں سمجھتے اور پوشیدہ طور پر ان کے دلوں میں یہ خیالات ہیں کہ یہ سزائیں یقینی نہیں ہیں یہاں تک کہ خدا کے وجود میں بھی ان کو شک ہے کہ وہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو پھر کیا خبر کہ روح کو بعد مرنے کے بقا ہے یا نہیں اور بقا بھی ہے تو پھر کیا معلوم کہ ان جرائم کی کچھ سزا بھی ہے یا نہیں۔ بلاشبہ بہتوں کے دلوں کے اندر یہی خیال چھپا ہوا موجود ہے جس پر انہیں اطلاع نہیں۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد اول صـ۲۳ تا ۲۹)

"یہ بات کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے متنفر ہو جاتی ہے۔ یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں۔ انسان اُن سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں۔ بہتوں کو زہر کھا کر ہلاک ہوتے دیکھا ہے، اسی لئے طبیعت اس طرف نہیں جا سکتی، بلکہ ڈرتی ہے۔ جبکہ یہ بات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قسم قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہوا ہو تو جھک کر اس کو اٹھا لے گا، حالانکہ تھوڑے سے اعلان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ۴۶۵)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں دو مسئلے لے کر آیا ہوں، اوّل خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"

درخواستِ دُعا

خاکسار کے والد مکرم پروفیسر محمد طفیل صاحب گذشتہ تین ماہ سے مانٹریال (کینیڈا) میں سانس کے عارضہ کے سبب بیمار ہیں۔ والد صاحب محترم کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ناصر محمد ——— ALSBACH

خاکسار کی والدہ جو کہ عرصہ دو سال سے بلڈ شوگر کی بیماری میں مبتلا ہیں اور بوجہ بیماری بے حد جسمانی کمزوری بھی ہو گئی ہے۔ اسی طرح خاکسار کی دادی جان جو کہ کافی عرصہ سے بلڈ پریشر اور معدہ کی بیماری کے باعث کافی کمزور ہو گئی ہیں عرصہ دو ماہ سے جرمنی میں مقیم ہیں اور اس دوران زیادہ عرصہ ہسپتال میں ہی گزارا ہے اور اب بھی ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت خاکسار کی والدہ صاحبہ اور دادی جان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور دونوں کو کامل صحت سے نوازے۔ (آمین)

نیز خاکسار اپنی بیٹی کے لئے درخواست دُعا کرتا ہے کہ جو وقف نو میں شامل ہے پچھلے دنوں کافی بخار رہا جس کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی ہے احباب جماعت دعاؤں میں یاد رکھیں۔

شکیل احمد بٹ ——— LAHR

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ تنویر کوثر بنت شیخ نذر محمد ساکن لنگے ضلع گجرات کا نکاح ہمراہ مکرم خالد مسعود صاحب ابن محمد اشرف صاحب بھٹی آف کھاریاں ضلع گجرات مبلغ ۲۵۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم نسیم احمد صاحب شمس مربی سلسلہ کھاریاں نے پڑھایا۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ ممتاز بیگم صاحبہ ساکن لنگے ضلع گجرات کا نکاح ہمراہ مکرم بشیر الدین محمود احمد صاحب ابن مرزا نذیر احمد صاحب آف فرینکفرٹ مبلغ ۸۵۰۰۰ ہزار روپے حق مہر پر مکرم نصر اللہ خان صاحب ملہی مربی سلسلہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ نے گکھڑ منڈی میں پڑھایا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو دونوں خاندانوں کے لئے باعث برکت فرمائے۔

شیخ نذر محمد ——— کیرین (کولون)

شادی خانہ آبادی

خاکسار کے بیٹے فہیم اکبر کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ الصبور تحریمہ بنت اعجاز احمد چوہدری (لندن) مبلغ ۳۰،۰۰۰ ہزار مارک حق مہر پر ازراہِ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن اسلام آباد میں پڑھایا۔ شادی اور ولیمہ کے موقع پر حضور پر نور نے شرکت فرمائی اور دعاؤں سے رخصت کیا احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت بنائے۔ آمین۔

بشیر احمد چوہدری ——— (FEU)RHEIN-NECKAR-KREIS

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۰ ستمبر کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور نے اظہر اقبال رکھا ہے۔ نومولود مکرم میاں محمد صدیق آف شاہ کوٹ کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر محمد طفیل نسیم آف سانگلہ ہل کا نواسہ ہے۔

نیئر اقبال ——— ملس ہائم

آمین

خاکسار کی بیٹی عزیزہ کشور عروج نے ۲۲ ستمبر کو قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اس موقع پر آمین کی تقریب منعقد کی گئی جس میں احمدی بچیوں اور بہنوں نے شرکت کی۔ تمام احباب و خواتین سے بچّی کے خادمِ قرآن ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ممتاز ملک ——— جرمنی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ عظمیٰ کوثر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پونے ۵ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ آمین کی تقریب میں احباب جماعت نے شرکت کی اور دُعا میں شامل ہوئے۔ احباب جماعت سے بچّی کے خادمِ قرآن ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

مبشر احمد شاہد ——— جرمنی

مکرم تنویر احمد صاحب جماعت NIDDA کی بیٹی عزیزہ عارفہ تنویر نے ۴ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچّی کو قرآن پاک سے وابستہ برکات کا وارث بنائے اور دین و دنیا میں ترقی دے۔ آمین۔

منیر احمد ——— NIDDA

میرے بیٹے عزیزم عطا المجیب نے تقریباً ۵ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے عزیزم کے لئے دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق دے اور دینی و دنیاوی علوم سے مالا مال کرے۔ آمین۔

عبد المنان خان ——— LIMBURG

خاکسار کے بیٹے عزیزم معاذ اللہ میلو نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پونے پانچ سال کی عمر میں اور بیٹی عزیزہ مصباح ناز میلو نے بفضل ربی ساڑھے تین سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے (الحمد للہ) احباب جماعت کی خدمت میں عزیزان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قرآنی علوم سے مالا مال فرمائے اور ہمیشہ اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

فہمیدہ ناز اہلیہ منور احمد ——— RECKLINGHAUSEN

کامیابی

عزیزم شکیل احمد ولد مکرم خلیل احمد (FREUDENSTATT) نے نویں کلاس میں اپنے سکول میں کورس آرٹیکٹ ARTEKETT میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی مضمون ڈرائنگ میں اپنی کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی اور جرمن مضمون میں بھی اپنی کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔ سکول کی طرف سے دو عدد انعامات بھی حاصل کئے ہیں تمام احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو مزید ترقیات عطا فرمائے اور خادمِ دین بنائے

مبارک احمد اعجاز ——— LAHR

عہدیداران مجالس انصار اللہ متوجہ ہوں

- آپ کو یاد ہوگا کہ چند ماہ بیشتر حضور اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ پوری دنیا کے ممالک قادیان میں اپنے اپنے گیسٹ ہاؤس تعمیر کروائیں تاکہ جب کبھی قادیان جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کو جانا پڑے تو اُن کے لئے رہائش کا مسئلہ درپیش نہ ہو۔ چنانچہ مکرم امیر جماعت جرمنی نے اپنے ملک کے لئے دو لاکھ پچاس ہزار مارک کی رقم مقرر کی تھی۔ مزید برآں انہوں نے ہر تنظیم کے لئے الگ الگ ٹارگٹ مقرر کیا تھا۔ انصار اللہ کے لئے دس ہزار مارک تھا۔ نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ نے ہر انصار بھائی کے لئے ۳۰ مارک کی کم از کم شرح مقرر کی ہے۔ امسال سالانہ اجتماع کے موقع پر کئی دوستوں نے نقد ادائیگی کر دی تھی جبکہ کچھ دوستوں نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی مجالس / مجلس کی ادائیگی یا وعدہ جات کی صورتحال سے فوری طور پر مطلع فرمائیں تاکہ حضور اقدس کی خدمت میں دُعا کے لئے تحریر کیا جا سکے۔
- ہمارا مالی سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے اس لئے اپنی مجالس / مجلس کے بقایا جات (چندہ مجلس، سالانہ اجتماع، چندہ اشاعت) کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ دی جائے۔
- اگلے سال کی بجٹ میٹنگ بفضل اللہ ۱۵ دسمبر کو دفتر مجلس انصار اللہ MITTEL WEG ۴۳ فرینکفرٹ میں منعقد ہوگی۔ لہذا بجٹ بھجوادیں اور تجاویز سے بھی آگاہ فرمائیں۔ بجٹ بناتے وقت حضور اقدس کے تازہ ارشاد کو مدِّ نظر رکھیں۔ ہر ہیڈ آف فیملی اپنی کل آمد (بمع فیملی آمد) پر چندہ جات ادا کرے۔
- جیسا کہ اجتماع کے موقع پر سب دوستوں کو سرکلر نمبر ۱۰ کے تحت آگاہ کیا تھا کہ ہماری مجلس کا اب یکم جولائی سے الگ اکاؤنٹ کھول دیا گیا ہے لہذا آئندہ مجالس اپنا چندہ براہ راست مجلس کے اکاؤنٹ میں ارسال کیا کریں۔ لیکن اس کے باوجود مجالس جماعت کے ہی اکاؤنٹ میں چندہ ارسال کر رہی ہیں جو خلاف قاعدہ ہے اس لئے دوبارہ تاکید ہے کہ چندہ ہمیشہ مجلس کے اکاؤنٹ میں ارسال کیا کریں۔
- ہمارے دفتر میں بھی فون لگ چکا ہے۔ ۰۶۹-۵۹۶ ۴۶ ۳۸

پوسٹل ایڈریس:-

SADAR MJLIS ANSARULLAH
AHMADIYYA MUSLIM CENTER
MITTEL WEG 43
6000 FRANKFURT/MAIN 1

- قائد تعلیم و تربیت مجلس انصار اللہ جرمنی نے جو تربیتی لائحہ عمل آپ کو بھجوایا ہے۔ امید ہے آپ کو مل چکا ہوگا۔ اس پروگرام کے مطابق ہر ناصر بھائی کو خطبہ جمعہ، خطبہ نکاح اور نماز جنازہ لازماً آنی چاہیئے۔ براہ کرم اس پروگرام پر عمل کروانے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

عبد الغفور بھٹی صدر مجلس انصار اللہ ______ جرمنی

جلسہ سالانہ جرمنی ۹۲ء پر شعبہ بازار کے متعلق اعلان

ایسے تمام احباب و خواتین جو جلسہ سالانہ جرمنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ستمبر ۱۹۹۲ء کے موقع پر دکانیں لگانی چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں یکم مارچ ۱۹۹۲ء تک افسر جلسہ سالانہ کو درج ذیل پتہ پر ارسال کر دیں۔ یاد رہے کہ جگہ کی تنگی کے باعث امسال جلسہ سالانہ کے بازار میں بہت ہی تھوڑی تعداد میں دکانیں لگائی جائیں گی۔ آپ نے جن جن چیزوں کی دکانیں لگانی ہوں اُن اشیاء کے نام اور اشیاء کی قیمت بمع تعداد یا وزن اپنی درخواست کے ہمراہ بھجوائیں جن اشیاء کا ذکر آپ اپنی درخواست میں نہیں کریں گے وہ اشیاء آپ اپنی دکان پر فروخت نہیں کر سکیں گے۔ معیاری چیز اور کم سے کم قیمت وصول کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست دہندہ کے پاس اگر اپنے نام کا REISE GEWERBE ہو تو اُس کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ ضرور بھجوائیں۔ یکم مارچ کے بعد وصول ہونے والی درخواستوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی طور پر سٹال لگانے والوں کو خاص طور پر ترجیح دی جائے گی۔ درخواست کے ساتھ اپنا مکمل پتہ اور فون نمبر ضرور تحریر کریں۔

افسر جلسہ سالانہ ______ جرمنی

MITTEL WEG 43
6 FRANKFURT, M
TEL: 069-781311

انٹرنیشنل کتابوں کی نمائش

انٹرنیشنل کتابوں کی نمائش ہر سال فرینکفرٹ "MESSE" میں منعقد ہوتی ہے جس میں ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ سٹال لگاتی ہے۔ امسال یہ نمائش ۹ تا ۱۴ اکتوبر منعقد ہوئی۔ ایک روز قبل شعبہ اشاعت نے قرآن کریم و دیگر لٹریچر اس جگہ پہنچایا۔ مکرم امیر صاحب کی ہدایات پر سٹال کو ترتیب دیا گیا اور سجایا گیا۔ سٹال پر بینر آویزاں کیا گیا "ISLAM HEIST FRIEDEN" جرمنی کے چانسلر ہیلمٹ کوہل نے بھی نمائش دیکھی۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش نے انہیں قرآن مجید پیش کیا۔ اُسی روز صوبہ HESSEN کے وزیر اعلیٰ HAUS EICHEL بمعہ ۴ ارکان کابینہ ہمارے سٹال کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ان کو سٹال پر آنے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے خوشی سے قبول کی۔ ۷۰ منٹ مکرم احسن سلطان صاحب نے بات چیت کی۔ انہیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کرایا گیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو قرآن مجید کا تحفہ دیا گیا اسی طرح کیٹلاگ بھی دی گئی۔ اس نمائش میں مختلف زبانوں کے قرآن مجید و لٹریچر و رسائل رکھے تھے۔ مرد و خواتین کی کثیر تعداد نے دلچسپی لی اور شوق سے ۱۵۰۰۰ کی تعداد میں فری لٹریچر لیا۔ ۷۰۰ مارک قرآن مجید کی فروخت ہوئی۔ خاص طور پر نوجوان طبقہ نے گہری دلچسپی لی اور اُن کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اس نمائش میں مندرجہ ذیل نیا لٹریچر متعارف کرایا گیا۔

- EINE ISLAMISCHE REDE AN DEUTSCH LAND
- ISLAM UND ÖKOLOGIC
- JEHAD "IM ISLAM"
- MIRZA GHULAM AHMED IM QADIAN

مکرم ہدایت اللہ ہبش، مکرم طارق حبیب گدٹ اور مکرم احسن سلطان صاحب نے روزانہ مسلسل سٹال پر ڈیوٹی دی۔ ULFE AHMAD (نوجرمن احمدی) نے بھی جو کہ ڈیوٹی کی غرض سے FREIBURG سے آئے تھے ڈیوٹی دی۔ مکرم راشد گدٹ، مکرم مسعود جاوید نے بھی وقت دیا۔ اسی طرح لٹریچر لانے اور دیگر انتظامی امور بجالانے میں مکرم نایم احمد، عزیزم جلیل قمر، عامر، نورالدین کاشف خان، ظہیر الدین عاطف خان، شجاع الدین آصف خان نے بہت مدد کی۔ ان سب دوستوں

جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۹۱ء کے بابرکت موقع پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا احمدی مستورات سے روح پرور خطاب

تمام درپیش مسائل و مشکلات کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے محبت الٰہی کی لازوال تڑپ

دیوانہ اور از خود رفتہ کرنیوالی محبت خیالی باتوں سے نہیں براہ راست رؤیت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے

ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے کہ خدا اُس کیلئے جلوہ گر ہو اور وہ اسے دیکھ کر بے اختیار اُس سے محبت کرنے لگے

بالخصوص احمدی ماؤں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی محبت الٰہی سے متصف ہوں اور اولادوں کو بھی اس سے متصف کریں

اس کے بغیر ہم بنی نوع انسان کو خدا کی ذات پر اکٹھا کرنے کے عظیم مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ انگلستان کے بابرکت موقع پر ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء کو احمدی مستورات سے جو روح پرور خطاب فرمایا اس کا مکمل متن افادۂ عام کی غرض سے ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے ——— (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

وقت کی سب سے اہم آواز

چند دن پہلے صدر لجنہ اماء اللہ یُوکے ملاقات کے لئے تشریف لائیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں مستورات سے کس موضوع پر خطاب کروں گا تاکہ وہ اس کے مطابق آیات اور نظم کا انتخاب کر سکیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں کسی قسم کی تیاری اور فیصلے کے بغیر تقریر کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی موقع پر مجھے مضمون سمجھا دیتا ہے۔ تو میں آپ کو آج وہ بات کیسے بتا سکتا ہوں جس کا خود مجھے بھی علم نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس موضوع پر خطاب کروں گا۔ قرآن کریم کی آیات اور نظموں کے انتخاب کے متعلق میں نے کہا کہ وہ میں خود کروں گا اس کے لئے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم کا انتخاب کیا تو مضمون از خود ہی مجھ پر روشن ہو گیا اور میں نے سمجھا کہ آج کے وقت کی سب سے اہم آواز وہ ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کی صورت میں آپ نے سنی ہے۔

جماعت احمدیہ کیلئے سب سے بڑا چیلنج

آج کی دنیا انتشار کی دنیا ہے۔ اتفاق کی باتیں بھی کی جاتی ہیں تو انتشار کی نیتوں کے ساتھ کی جاتی ہیں۔ بڑے بڑے بلند دعاوی کئے جا رہے ہیں، مذہبی پلیٹ فارم سے بھی اور سیاسی پلیٹ فارم سے بھی کہ ضرورت ہے کہ دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے اور دنیا کو امن سے بھر دیا جائے مگر وہ بلند بانگ دعاوی کرنے والے خود امن سے عاری ہیں، خود منتشر ہیں، اُن کے ذہن بھی منتشر ہیں، اُن کی نیّتیں بھی منتشر ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ دنیا کو امن دے سکیں۔ تمام عالم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کا مقصد صرف اور صرف ایک ہی صورت میں پورا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ تمام عالم کو خدائے واحد و یگانہ کی ذات پہ اکٹھا کر دیا جائے، اشتراک کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔ انسانیت کے نام کی باتیں محض فرضی اور خیالی باتیں ہیں ورنہ حقیقت میں آج بھی RACIALISM اسی طرح زندہ ہے جس طرح آج سے سو سال پہلے زندہ تھا۔ اس نے مختلف روپ دھار لئے ہیں، مختلف شکلوں میں ڈھل چکا ہے۔ مگر جغرافیائی تقسیمیں، قومی تقسیمیں، لسّانی تقسیمیں اور مذہبی تقسیمیں انسان کو اسی طرح بانٹے ہوئے ہیں جس طرح آج سے پہلے انسان کو بانٹے ہوئے تھیں۔ جب بھی دنیا کے راہنما کوئی فیصلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اُن میں سے ہر ایک اس نیّت کے ساتھ وہاں پہنچتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے لئے یا لسّانی گروہ کے لئے یا اپنے جغرافیائی علاقے کے لئے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر کے آئے۔ انصاف کا کوئی تصوّر وہاں کارفرما نہیں ہوتا۔ پس انصاف کے بغیر دنیا کو کیسے امن سے بھرا جا سکتا ہے۔ انصاف کا تصور خدائے واحد و یگانہ کے تصوّر کے بغیر عالمی تصوّر نہیں بنتا بلکہ علاقائی تصوّر بن جاتا ہے۔

ABSOLUTE JUSTICE صرف اور صرف خدا کی ذات کے تعلق میں قائم ہوسکتا ہے اس کے بغیر اس کا کوئی وجود نہیں اور انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا بھی خدائے واحد و یگانہ کی ذات پر اُن کو اکٹھا کرنا ہے۔ اس کے سوا سب خیالی اور فرضی باتیں ہیں، ڈھکوسلے ہیں، دھوکا بازیاں ہیں، محض لفّاظیاں ہیں۔ ان میں کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن خدائے واحد و یگانہ کے نام پر کیسے اکٹھا کیا جائے۔ یہ وہ بڑا مسئلہ ہے جو ہمیں درپیش ہے۔ جماعت احمدیہ اسی مقصد کی خاطر قائم کی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے سب سے اہم اور سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ تم کیسے بنی نوع انسان کو، ان بکھرے ہوئے گروہوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرو گے اور کیسے ان کے دل ملانے کی کوشش کرو گے۔

اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں برپا ہونیوالا روحانی انقلاب

جہاں تک دل ملانے کا تعلق ہے اسلام کے آغاز کی تاریخ میں ہم نے بڑی شدّت کے ساتھ کٹے ہوئے دلوں کو ملتے دیکھا ہے، ایسے قبائل کو اکٹھے ہوتے دیکھا ہے جو ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے، جہاں بلا وجہ ایک دوسرے کا خون کیا جاتا تھا، جہاں سو سالہ پرانی بے عزتیوں کے بدلے بعد میں آنے والی نسلوں سے لئے جاتے تھے اور اس انتقام کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں پڑا کرتی تھی۔ یہ نظارہ ہم نے آج سے چودہ سو سال پہلے دیکھا کہ اچانک وہ بکھری ہوئی منتشر قوم جن کے دل جُدا جُدا ہی نہ تھے بلکہ دشمنی اور نفرتوں سے اَٹے پڑے تھے وہ اچانک ایک ہاتھ پر اکٹھی ہوگئی اور اکٹھی بھی اس طرح ہوئی کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق وہ محبت کے رشتوں میں باندھے گئے اور ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے اور بھائی بھی وہ جو ایک دوسرے پر جان نثار کرنے والے تھے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو مختلف سورتوں میں مختلف جگہ بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ اس نصیحت کے طور پر فرماتا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ
عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ (حٰمٓ السجدۃ آیت ۳۵)

کہ ہم ایک پروگرام تمہارے سامنے رکھتے ہیں اور وہ پروگرام یہی ہے کہ بدی دیکھو تو حُسن سے اُس بدی کو دور کرو۔ نفرت سے اس بدی کو دور کرنے کی کوشش نہ کرو، انتقامی جذبہ سے برائی کو دور کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ بدی تو ایک بدصورت اور بدزیب چیز ہے اس کا علاج حُسن ہے۔ انتقامی جذبے کی یہ تصویر ابھرتی ہے کہ اگر کسی کی ناک پر پھوڑا ہو تو انسان پھوڑے کا علاج کرنے کی بجائے ناک کو ہی کاٹ دے۔ صحیح طریق یہ ہے کہ پھوڑے کے زخم کو بھرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کو کہتے ہیں نقص کو حُسن میں بدلنے کی کوشش۔

پس قرآن کریم نے ہمارے سامنے یہ پروگرام رکھا ہے کہ جب تم بدی کو دیکھو تو بدی کی دشمنی تمہارے پیشِ نظر نہ رہے، بدی کو حُسن میں تبدیل کرنا تمہارا مقصود بن جائے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو فرمایا فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ تم اچانک یہ عجیب ماجرا دیکھو گے کہ وہ جو تمہاری جان کے دشمن تھے وہ تم پر جان نثار کرنے والے دوست بن جائیں گے۔ یہ وہ پروگرام تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر جاری فرمایا گیا اور آپؐ کے اعمال میں ڈھلا۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ وہ جماعت پیدا ہوئی جس نے آپ سے یہ رنگ سیکھے اور اس کے نتیجہ میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہوا۔

دلوں کو اکٹھا کرنے والا لائحۂ عمل

پس دلوں کو اکٹھا کرنا بنیادی چیز ہے اس کے بغیر نہ افراد اکٹھے ہو سکتے ہیں نہ قومیں اکٹھی ہوسکتی ہیں۔ اور دلوں کو اکٹھا کرنے کا کام خدا تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ چنانچہ اگرچہ یہ پروگرام مسلمانوں کو دیا گیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ تیرا بھی دلوں پر اختیار نہیں ہے۔ اگر اللہ نہ چاہتا اور اللہ دلوں پر تصرف نہ فرماتا تو یہ قوم جو بکھری ہوئی اور بٹی ہوئی تھی یہ کبھی ایک ہاتھ پر اکٹھی نہ ہوتی۔ اس کے بغیر ان کے دل کبھی مل نہیں سکتے تھے۔ دلوں کو ملانے کا کام دو حصّوں سے تعلق رکھتا ہے ایک اپنے نظریے اور اپنے لائحۂ عمل میں ایسی پاک تبدیلی سے کہ نفرتیں، محرکات میں شامل نہ ہوں۔ انتقام کو آپ کی پلیننگ میں آپ کے لائحۂ عمل میں کوئی دخل نہ ہو ایک ہی مقصود ہو کہ جہاں بدی دیکھوں وہاں اسے حُسن میں تبدیل کرنے کی کوشش کروں۔ یہ مرکزی نقطہ ہے۔ دوسرا حصّہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس پروگرام میں آپ کا مددگار بن جائے کیونکہ اس کے بغیر کوشش کے باوجود آپ دنیا میں کوئی ایسی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے جو دلوں کو جوڑنے والی ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور تصرف شامل حال نہ ہو دلوں کو جوڑا ہی نہیں جا سکتا۔

ذاتی اصلاح کی اہمیت

جہاں تک پہلے حصّے کا تعلق ہے کہ بدی کو دیکھو تو حُسن میں تبدیل کرنے کی کوشش کرو، یہ دیکھنے اور سننے میں تو بہت خوبصورت پیغام دکھائی دیتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ سارے مسئلے حل ہو گئے آج کے بعد سے میں بدی کو حُسن میں تبدیل کرنے لگوں گی یعنی خواتین سوچیں گی تو اس طرح سوچیں گی کہ سارا مسئلہ حل ہو گیا، دنیا فتح ہو گئی۔ لیکن دنیا تو تب فتح ہو گی جب پہلے آپ اپنے کو فتح کریں گی۔ یہ مضمون ذات سے شروع ہوتا ہے اگر انسان اپنی بدیوں سے آنکھیں بند رکھے اور اپنی بدیوں کو حُسن میں تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ دوسروں پر یہ عمل جاری کر دے اور مشکل یہ ہے کہ عموماً انسان سب سے زیادہ اپنی بدیوں سے غافل رہتا ہے اور بعض دفعہ بالارادہ اور بعض دفعہ بغیر ارادہ کے اپنی کمزوریوں سے آنکھیں بند کرتا ہے اور انہیں نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لئے نہیں دیکھنا چاہتا کہ وہ اُن بدیوں کے احساس کے ساتھ اپنی زندگی کو تلخی میں تبدیل نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ایک ملمّع کاری کا عادی بن چکا ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا عادی بن چکا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ایک خوبصورت، حسین دلکش وجود کے طور پر پیش کرے جو دوسروں سے بہتر ہے۔ اگر وہ اپنی بدیاں خود تلاش کرے اور دوسروں کو پتہ لگ جائے کہ میں ہوں کون اور کتنے پانی میں ہوں تو اس کی لذت یابی کا سارا پروگرام منقطع ہو جاتا ہے۔ وہ کبھی بھی دوسروں کے مقابل پر اپنی حمد کے خود گیت گانے کا اہل نہیں رہتا۔ بہادر شاہ ظفؔر کا ایک شعر میں نے بارہا سنایا ہے۔ یہ شعر بہت ہی پُر لطف اور گہرے معنے رکھتا ہے۔ اسے میں بار بار سناؤں تو تب بھی نہیں تھکتا وہ کہتا ہے ؎

نہ تھی حال کی اپنے جب ہمیں خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

یعنی ایک ایسا دور بھی ہماری زندگی میں گزرا ہے کہ ہمیں اپنے حال کی خبر نہیں تھی تو ہماری تمام تر توجہ لوگوں کی بدیاں معلوم کرنے کی طرف تھی ہم ڈھونڈتے رہتے

تھے کہ فلاں میں کتنی برائیاں ہیں، فلاں میں کتنی برائیاں ہیں، ایک بیرونی نظر تھی جو روشن سے روشن تر ہوتی جارہی تھی اور ایک اندرونی نظر تھی جو دن بدن اندھی ہوتی چلی جارہی تھی اور اپنے حال سے ہم بالکل غافل ہو گئے تھے یہاں تک کہ ایک دن ہم جاگ اٹھے، ہمیں ہوش آگیا اور ہم نے اپنی برائیوں کی تلاش شروع کی اور اس تلاش کے دوران ہم نے یہ دریافت کیا کہ ہمارے سوا کہیں بدیاں موجود نہیں غیروں کی بدیاں تلاش کرنے کا ہوش ہی باقی نہ رہا۔

ذاتی اصلاح کے بغیر دنیا کی اصلاح ممکن نہیں

پس انسان کی دو دنیائیں ہیں۔ ایک باہر کی دنیا ہے اور دوسری اندرونی دنیا ہے۔ باہر کی دنیا کو روشن کرنے کی تمنا رکھنے والے لوگ بسا اوقات اشاعتِ حق کے فرض سے غافل رہتے ہیں کیونکہ جب تک اُن کے اندر کی دنیا روشن نہ ہو وہ باہر نور نہیں پھیلا سکتے۔ جتنی چاہیں آپ فرضی باتیں کرلیں، جتنی چاہیں آپ تقریریں کرلیں، لوگوں کو بتائیں کہ دینِ حق کے کیا محامد اور محاسن ہیں، لوگوں کو یہ بتائیں کہ یہ مذہب دنیا میں سب سے زیادہ حسین مذہب ہے۔ جب تک آپ کی ذات میں اُس مذہب کی روشنی لوگوں کو دکھائی نہ دے گی کبھی دنیا آپ کی باتوں کو قبول نہیں کرے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

بن دیکھے کس طرح کسی ماہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

یعنی جب تک خدا آپ کا صنم نہیں بنتا، جب تک خدا آپ کی ذات میں ظاہر نہیں ہوتا وہ آپ کے لئے بھی خیالی ہے اور غیروں کے لئے بھی خیالی ہے۔ خدائے واحد کی ذات میں تمام کائنات کو اکٹھا کرنا فرضی باتوں سے ممکن نہیں ہے۔ پہلے خدا آپ کی ذات میں جلوہ گر ہونا چاہیئے۔ پہلے آپ کی تاریکیاں روشنی میں تبدیل ہو جانی چاہئیں پھر وہ خدا آپ کی ذات میں اس طرح لوگوں کو دکھائی دے گا جیسے روشنی ذرات سے ٹکرانے کے بعد دکھائی دیتی ہے فی ذاتہٖ دکھائی نہیں دیا کرتی۔

کائنات کے آئینہ میں خدا کی جلوہ گری

اس حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے بسا اوقات لوگ سمجھتے ہیں کہ روشنی ازخود نظر آنے والی چیز ہے یہ بالکل جاہلانہ تصور ہے۔ آج کی سائنس کی دنیا میں سائنس پڑھنے والا بچہ بچہ جانتا ہے کہ روشنی ایک نظر نہ آنے والی چیز ہے جب تک وہ کسی وجود سے ٹکرا کر اس کی ہیئت کو آنکھوں تک نہ پہنچائے اگر آپ کے سامنے سے روشنی ٹکرا ٹکرا کر مختلف وجودوں کا عکس آپ کی آنکھوں تک نہیں پہنچاتی اُس وقت تک روشنی بظاہر روشنی ہونے کے باوجود آپ کے لئے روشنی نہیں ہے۔ اسی لئے خدا نما وجودوں کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے خدا کو کائنات کے آئینہ میں دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ وہ سب روشنیوں سے لطیف تر روشنی ہے اور براہِ راست اس کا دیدار ممکن ہی نہیں ہے۔

مذہبی جماعت کا سب سے اہم مشن

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نما وجود بنے تو ہم نے خدا کو دیکھا۔ آپ ایسے خدا نما بنے اور آپؐ پر خدا اس طرح جلوہ گر ہوا کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں خدا دکھائی دینے لگا۔ قرآن کریم کو اگر آپ غور سے پڑھیں اور دل لگا کر اُس کا مطالعہ کریں تو سب سے زیادہ گہرا اثر کرنے والا قرآن کریم کا وہ حصہ ہے جو خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلووں پر گفتگو کرتا ہے۔ مختلف رنگ میں خدا تعالیٰ کی صفات بیان کی جاتی ہیں کبھی براہِ راست اور کبھی کائنات کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں کبھی خود انسان کے اپنے نفس کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں اور ہر جگہ آپ یہ دیکھیں گے کہ براہ راست خدا دکھائی نہیں دیتا۔ مگر جب اُس کی صفات جلوہ گر ہوتی ہیں تو خدا دکھائی دیتا ہے۔ پس اس پہلو سے جب کہا جاتا ہے کہ

بن دیکھے کس طرح کسی ماہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

تو ایک مذہبی جماعت کے لئے سب سے اہم مشن یہ بن جاتا ہے کہ خیالی صنم کو حقیقی صنم میں تبدیل کیا جائے۔ وہ صنم دنیا کو تب دکھائی دے گا جب آپ کی ذات میں اس کے جلوے ظاہر ہوں۔ اور خدا جس ذات میں جلوہ گر ہو اس کو پھر اشاروں کے ذریعہ دکھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ خود اپنی صفات میں ایسا روشن ہے کہ جس ذات میں وہ چمکتا ہے اُس ذات کے حوالے سے خدا دنیا کو دکھائی دینے لگ جاتا ہے اور اسی کا معنی ہے خدا نما ہونا۔ مگر خدا نما بننے سے پہلے خود خدا کو اپنی ذات میں جلوہ گر کرنا ضروری ہے، اپنے اندھیروں کو روشنی میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ غیروں کی برائیوں کی تلاش میں رہیں اور یہ دعوے کریں کہ غیروں کی برائیاں ہم دور کریں گے اور اپنی برائیوں کی تلاش سے آنکھیں بند کرلیں اور اگر کوئی توجہ بھی دلائے تو آپ کو غصہ محسوس ہو اس طرح تو خدا کو اپنی ذات میں جلوہ گر کرنا آپ کے لئے ممکن نہیں ہے۔

متضاد طرزِ عمل کو چھوڑ دیں

پس یہ جو طرزِ عمل ہے یہ اندر کی دنیا کو تاریک سے تاریک تر بناتا چلا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس کے باوجود آپ واقعۃً باہر کی دنیا کو روشن دیکھنا چاہتے ہیں (واقعۃً ان معنوں میں کہ بڑے خلوص کے ساتھ) آپ واقعۃً بڑے گہرے جذبے کے ساتھ دنیا میں پاک تبدیلیوں کو رونما ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں حالانکہ آپ اپنے وجود کو تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں۔ چنانچہ بہت سی ایسی مائیں ہیں جو ہر قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں مگر اپنی اولاد کو اچھا دیکھنا چاہتی ہیں، اُن کے اندر روشنی دیکھنا چاہتی ہیں۔ یہ وہ تضاد ہے جس سے وہ خود باخبر نہیں ہوتیں۔ اگر اُن کی اولاد کے لئے وہ صفات حسنہ اچھی ہیں تو ان کی اپنی ذات کے لئے کیوں اچھی نہیں۔ اور جو ان کی ذات کے لئے اچھی نہیں وہ اُن کی اولاد کے لئے بھی اچھی نہیں ہوسکتیں۔ ان معنوں میں کہ ان کی اولاد جانتی ہے کہ ماں کا دل کہاں ہے اور اسے دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ آپ کی تمنائیں جو رُخ بھی اختیار کریں گی، اولاد بھی آپ کی تمناؤں کا رخ اختیار کرے گی۔ وہ آپ کی زبان کی جو کسی اور رخ پر جاری ہے کوئی پروا نہیں کرے گی۔

انسانی فطرت کے گہرے فلسفے

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کلام میں ہمیں انسانی فطرت کے گہرے فلسفوں سے آگاہ فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

اے قوم تم خدا نما وجود بننا چاہتے ہو تو پہلے خود خدا کو دیکھو۔ خیالی صنم سے تعلقات نہ جوڑو۔ بلکہ ایسے صنم سے محبت کرو جو

تمہیں دکھائی دینے لگے فرمایا: ؎

دیدار گر نہیں تو گفتار ہی سہی

اگر تم خدا کو دیکھ نہیں سکتے تو کم سے کم گفتار تو ہو، کچھ گفت و شنید تو ہو، کچھ محبت اور پیار کے آثار تو ظاہر ہوں۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی آج دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اور احمدی ماؤں کو احمدی باپوں سے بڑھ کر ضرورت ہے کیونکہ بچّے اُن کی کوکھ سے پیدا ہوتے ہیں آئندہ کی دنیا مائیں بناتی ہیں ماؤں کے دودھ میں آئندہ دنیا کے لئے یہ تقدیر لکھی جاتی ہے کہ وہ زہریلی قوم بنے گی یا زندگی بخش قوم ثابت ہوگی۔ پس آپ پر ایک عظیم ذمّہ داری ہے۔ وہ احمدی مائیں جو خدا ترس ہوں اور خدا رسیدہ ہوں ان کی اولاد کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ لیکن ایسے باپ میں نے دیکھے ہیں کہ جو بہت خدا ترس اور بزرگ انسان تھے مگر ان کی اولادیں ضائع ہوگئیں کیونکہ ماؤں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس معاملے میں میں نے ماؤں کو ہمیشہ جیتتے دیکھا ہے۔ جو مائیں گہرے طور پر خدا سے ذاتی تعلق قائم کر چکی ہوں اُن کی اولادیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔ اسی لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے باپوں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ پس جنت آپ کے تحت اقدام رکھی گئی ہے۔ آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ آئندہ نسلوں کو آپ نے جنت عطا کرنی ہے یا جہنم میں پھینکنا ہے کیونکہ اگر جنت آپ کے پاؤں کے نیچے ہو اور پھر آپ کی نسلیں جہنمی بن جائیں تو اس کی دوہری ذمّہ داری آپ پر ہوگی۔

احمدی ماؤں کی ذمّہ داری

پس جب یہ کہا گیا کہ جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہی جنت ہے مراد یہ کہ اگر جنت مل سکتی ہے اگلی نسلوں کو تو ایسی ماؤں سے مل سکتی ہے جو خود جنت نشاں بن چکی ہوں خود جنت اُن کے آثار میں ظاہر ہو چکی ہو۔ ایسی ماؤں کی اولاد لازماً جنتی بنتی ہے۔ پس میں نے مردوں کو اس مضمون پر خطاب کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ آج خواتین کو اس مضمون پر مخاطب کروں کیونکہ میں روشنی تو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پاتا ہوں، اپنی عقل سے کلام نہیں کرتا، جو قرآن سکھاتا ہے وہ کہتا ہوں، جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ میں آپ کے سامنے اپنے رنگ میں پیش کرتا ہوں۔ پس میں نے اس راز کو قرآن اور احادیث کے مطالعہ سے پایا کہ حقیقتاً آئندہ قوموں کی تقادیر کا فیصلہ کرنا عورتوں کا کام ہے۔ اور یہ فیصلہ انہیں آج کرنا پڑے گا ورنہ مستقبل لازماً تاریک رہے گا۔ آج احمدی خواتین کو اپنے سینوں کو خدا کی محبت سے روشن کرنا ہوگا ورنہ اُن کے سینے وہ نورُ اُن کے بچّوں کو نہیں پلائیں گے جو ماؤں کے، دودھ کے ساتھ پلایا جاتا ہے اور ہمیشہ جزو بدن اور جزو روح بن جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا خدا کی محبت ایک فرضی چیز نہیں ہے۔ اُس کے آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں تو آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ جب بارش آنے لگے اُس وقت بھی آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں، اچانک نہیں آجایا کرتی۔ جب موسم تبدیل ہوتے ہیں تو اُس وقت بھی آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں، وقت سے پہلے آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔

سارے مسائل کا واحد حل

پس وہ مائیں جو خدا کی سمت میں حرکت کر رہی ہوں اُن کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جب میں نے اس مضمون پر غور کیا تو میرے بہت سے مسائل حل ہو گئے۔ میں آپ کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ آپ اپنا ایسا خیال رکھیں کہ مغربی تہذیب میں یا دوسری تہذیبوں کی رَو میں بہہ نہ جائیں۔ یہ کریں اور وہ کریں اور ایسی پابندیاں اختیار کریں، یہ ساری نصیحتیں ہیں کبھی اثر کر جاتی ہیں کبھی لوگ ان سے اور زیادہ بدک جاتے ہیں اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں لیکن ایک نصیحت ایسی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نظم میں بیان فرمائی اور حقیقت میں اسی پر بار بار مختلف رنگ میں زور دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ خدا کی محبت میں مبتلا ہو جائیں تو سارے معاملے حل ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی اور نصیحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ پھر خدا خود آپ کو سنبھال لے گا وہ خود آپ کے کام بنائے گا کہ کون سی راہ اس طرف جاتی ہے اور کون سی راہ اس سے سمت میں مخالف چلتی ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے محبوب کی راہ چھوڑ کر اس کے مخالف سمت چلنے والی راہوں پر قدم مارے۔ پھر تو قربانیوں کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، پاکیزہ زندگی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، معاشرہ کے اختلاف کے سب مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں۔ سارے مسائل کا ایک حل ہے اور وہ حل یہی ہے کہ خدا کی محبت میں مبتلا ہو جائیں اس کے نتیجہ میں جو نسلیں پیدا ہوں گی وہ یقیناً خدا والی نسلیں بنیں گی۔ لیکن اُس کے آثار ظاہر ہونے چاہئیں اور وہ آثار دو طرح سے ظاہر ہوتے ہیں اوّل یہ کہ جو انسان خدا کی سمت میں حرکت کرتا ہے اس کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں، وہ غیر کی بجائے اپنی ذات کا شعور حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے، اس کو پھر اس سے کوئی غرض نہیں رہتی کہ میرے ہمسایہ کے گھر خدا ہے یا نہیں۔ اس کو یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ میرا گھر اتنا صاف ہے یا نہیں کہ اس میں خدا اتر آئے۔ جب آپ کے گھر کوئی معزز مہمان آنے لگتا ہے تو کبھی یہ تو نہیں ہوا کہ آپ گھر چھوڑ کر دوسرے گھروں میں بھاگ جائیں کہ تم صفائیاں شروع کر دو۔ مہمان آپ کے گھر آنا ہے کوئی اور اپنے ہاں کیوں صفائیاں کرے گا۔ جب آپ غیروں کو نصیحت کرتی ہیں تو آپ عملاً یہی بات کر رہی ہوتی ہیں۔ آپ یہ تمنا کرتی ہیں کہ خدا آپ کے گھر اترے اور صفائیاں غیروں کے گھروں کی کروائی جارہی ہیں۔ یہ سوچ ہی نہیں رہیں کہ مہمان تو آپ کا آنے والا ہے۔ پس جب آپ کو یہ خیال پیدا ہو گا کہ کون مہمان آپ کے دل میں اترنے والا ہے تو اس شعور کے ساتھ ہی آپ کو اتنی برائیاں وہاں دکھائی دینے لگیں گی کہ جتنے داغ صاف کریں گی کوئی نہ کوئی نیا داغ ظاہر ہو جائے گا اور انسان جس کو یہ تجربہ ہو اس کو ایسا علم ہے کہ جتنی آپ گھر کی صفائی کریں کوئی نہ کوئی ایسا کونہ کھدرا دکھائی دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی صفائی کامل نہیں ہوئی۔ اور جب اُس کو صاف کر دیتی ہیں تو بعض دوسری جگہیں جو پہلے صاف دکھائی دیتی تھیں اس کے مقابل پر داغدار دکھائی دینے لگتی ہیں اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا سفرِ خوش انجام

پس اللہ تعالیٰ کی محبت کا سفر ایک ایسا سفر ہے جو آپ کو اپنے سوا کسی اور کی ہوش نہیں رہنے دے گا۔ سوائے اس کے کہ آپ کی ذات میں

وہ جلوہ ایسا چمکے کہ دنیا اس جلوہ سے خیرہ ہو جائے۔ دنیا اس کی روشنی کو محسوس کرنے لگے اور پھر خدا کے حکم کے تابع آپ پیغامبر بن کر دنیا کے سامنے نکلیں۔ یہی فلسفہ نبوت ہے لوگ کہتے ہیں نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نبوت تو فرد میں جاری ہے۔ جب تک کوئی شخص نبوت کی پیروی نہیں کرتا، نبوت کے انداز نہیں سیکھتا اور نبوت کے کام نہیں کرتا اُس وقت تک نہ اُس کی زندگی کی کوئی ضمانت ہو سکتی ہے۔ پس نبی، نبوت کو ختم کرنے کے لئے نہیں آیا کرتے اور سب سے افضل نبی ان معنوں میں نبوت کو ختم کرنے کے لئے نہیں آیا کہ نبوت کی ادائیں ختم ہو جائیں، نبوت کے پھل ختم ہو جائیں۔ اگر نبوت کی ادائیں ختم ہو جائیں تو کائنات میں جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا۔ وہ تو اس لئے آتا ہے کہ نبوت کی ادائیں لوگوں میں جاری کر دے اور نبوت کے پھل لوگوں کو کھلانے لگے یہی معنے خاتم کے ہیں۔ ایسی مہر جو اپنی تصویر دوسری سادہ چیزوں پر ثبت کرنے یعنی اپنے نقوش کا اثبات کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اور اسی کا نام خاتم ہے۔ پس خاتم کا حقیقی معنی یہ ہے کہ ایک ایسا وجود جو اپنے جیسی تصویریں بنانے لگ جائے اور کثرت سے بنانے لگ جائے تبھی قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ فرمایا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ

کہ دیکھو محمد اکیلا نہیں رہا۔ اب وہ جو اس کے ساتھی تھے وہ بھی اس جیسے ہو گئے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد ہے کہ صفاتِ حسنہ میں اس کی معیت اختیار کر گئے ہیں۔ پس ان معنوں میں حقیقت میں صحیح تغیّر پیدا ہوتا ہے، لیکن اگر مہر پر وہ نقش نہ ہو تو کیسے وہ کسی اور چیز پر نقش ثبت کرے گی۔ بعض مہریں مٹ جاتی ہیں۔ جہاں سے وہ مٹتی ہیں جب اُن کا نقش ظاہر ہوتا ہے تو وہاں ایک خام نقش ظاہر ہوتا ہے، ایک عیب دار نقش ظاہر ہوتا ہے۔ بعض حروف مٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض نشان مٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ مشکل سے انسان پہچانتا ہے یہ کون سی مہر تھی جس کا نقش ثبت ہوا ہے۔

پس بعینہٖ اسی طرح انسان کی کیفیت ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی ذات کو اپنے اندر ثبت کرتا ہے اور اس طرح ثبت کرتا ہے کہ وہ گہرے نقوش چھوڑ جائے اُس وقت وہ مہر میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ گویا اس پہلو سے خدا سے تعلقات کے دو قدم ہیں۔ ایک قدم ہے خدا کی صفاتِ حسنہ سے پیار اور محبت کے ذریعہ ایسا تعلق جوڑنا کہ وہ صفات بالآخر آپ کے وجود میں ظاہر ہو جائیں۔ دوسرا قدم یہ ہے کہ اس کے نقوش کو اتنا گہرا کر دینا کہ پھر وہ دوسروں کے وجود میں ظاہر ہونے کی صلاحیت رکھے۔ چنانچہ مہر کو کھُرچ کر بنایا جاتا ہے ورنہ مہر کے لفظ اگر عام سطح پر لکھے گئے ہوں جس طرح کہ عام تحریریں لکھی جاتی ہیں تو مہر نہیں بن سکتی۔ حالانکہ تحریر صاف پڑھی جاتی ہے۔ مہر بنانے کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ الفاظ ایسے طور پر کندہ ہو جائیں، انمٹ ہو جائیں وجود کا ایک ایسا حصّہ بن جائیں کہ پھر وہ دوسروں تک اُس اثر کو پہنچانے کی صلاحیت اختیار کر جائیں۔

پس خدا نما بننے کے لئے صرف خدا سے تعلق کافی نہیں بلکہ خدا سے ایک ایسا گہرا تعلق ضروری ہے جس کے نتیجہ میں خدا کی صفات کے نقوش غیروں تک منتقل ہونے کی صلاحیت حاصل کر لیں۔ یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اُمت واحد بنایا جا سکتا ہے کیونکہ صرف ایک خدا کی ذات ہے جس کے حوالے سے انسان ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی حوالہ نہیں ہے۔

بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے کا طریق

جس سے آپ منتشر بنی نوع انسان کو ایک ذات میں اکٹھا کر سکیں۔ اور اس کا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہی طریق ہے اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ باقی فرضی باتیں ہیں، قصّے ہیں۔ اپنی ذات میں خدا کو اتاریں اور یہ کام آپ کے بس میں نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ آپ محبت سے خود کو متصف کریں۔ محبت ایک عجیب طاقت ہے۔ اس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت کی تعریف میں ایسا کلام پیش فرمایا ہے جو مجھے دنیا کے لٹریچر میں اور کہیں دکھائی نہیں دیا۔ فرماتے ہیں ؎

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی

اے محبت تو عجیب چیز ہے تُو نے حیرت انگیز نشان ظاہر کئے ہیں۔ زخم اور مرہم کو برابر کر دیا ہے۔ یعنی خدا کی راہ میں اب مجھے زخم لگے تب بھی مرہم کا سا سرور ہے اور جب مرہم لگے تو اس پر بھی مرہم کا سا سرور ہے۔

دنیا میں انقلاب برپا کرنیوالی قوتِ محرکہ

پس وہ محنت جو انسان کو دنیا میں انقلاب برپا کرنے کے لئے چاہیئے وہ محنت، محبت کے بغیر ممکن نہیں ہے کیونکہ محبت کے بغیر جو کام کیا جاتا ہے وہ مصیبت کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک ماں کسی اور کے بچّے کو سنبھالے تو کیسی مشکل پڑتی ہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا ہے نانیاں بھی جب بچّہ گندا ہو تو ماں کے اوپر پھینک دیتی ہیں کہتی ہیں تیار کر کے لاؤ تو ٹھیک ہے اس سے بڑا پیار کریں گے۔ لیکن ذرا گندہ ہوا بدبو آئی کہتی ہیں پکڑو اسے اٹھا کر لے جاؤ ہم تو اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ میری بیگم پاس بیٹھی ہوئی ہیں یہ بھی اسی طرح کرتی ہیں۔ بیٹیاں بیچاری جن کے بڑے پیارے پیارے بچّے ہیں وہ ان کو تیار کرتی ہیں وہ صبح کے خوبصورت لگتے ہیں تو نانیوں کی گود میں آجاتے ہیں اور نانوں کی گود میں آجاتے ہیں اور جب ذرا گندے ہوئے تو مائیں سنبھالیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ ماؤں کو اپنے بچّوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ ایک محبت ہے مزے اٹھانے کی محبت اور ایک محبت ہے اُن مزوں کی خاطر تکلیف میں مبتلا ہونے کی محبت۔ ان دونوں محبتوں میں فرق ہے۔ پس جب تک آپ کو خدا سے ایسی محبت نہ ہو کہ اس کے نتیجہ میں زخم و مرہم برابر نہ ہو جائیں اُس وقت تک آپ دنیا کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔ ورنہ یہ سر دردی ہو گی ایک بکھیڑا ہو گا ہر وقت کی مصیبت ہو گی۔ لیکن پیار ہو تو یہ سب چیزیں، سب راہیں آسان ہو جایا کرتی ہیں حضورؑ فرماتے ہیں ؎

تا نہ دیوانہ شدم، ہوش نیامد بسرم
اے جنوں! گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے محبت جب تک تُو نے مجھے پاگل نہیں بنا دیا مجھے ہوش نہیں آئی، مجھے معرفت نصیب نہیں ہوئی۔ اے جنوں میں تیرے گرد مجنوں کی طرح گھوموں کیونکہ تُو نے مجھے وہ عطا کر دیا جو خرد مجھے کبھی عطا نہیں کر سکتی۔ پس محبت کا جنون ہے جو دنیا میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے گا اور اس محبت کا سفر انفرادی طور پر ہر شخص کو کرنا ہو گا۔

آج سب سے زیادہ اس محبت کے سفر کی احمدی خواتین کو ضرورت ہے، احمدی بچیوں کو ضرورت ہے۔ کیونکہ انہوں نے کل کی مائیں بننا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مردوں کو ضرورت نہیں مردوں کو لازماً ضرورت ہے مگر وہ ماؤں سے یہ فیض پائیں گے کیونکہ مردوں کی جنتیں اُن کی ماؤں کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہیں اور جنت کی بہترین تعریف اللہ کی محبت ہے۔ یہاں بعض لوگ بلکہ اکثر جنت کا لفظ سنتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے سے سیدھے آپ جنت کے باغوں میں پہنچ جائیں گے حالانکہ اصل جنت کی تعریف خدا کی محبت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں یعنی دنیا تو دوسری جنتیں ڈھونڈتی ہے ہمیں تو سوائے اس کے کوئی جنت دکھائی نہیں دیتی کہ اللہ کی محبت نصیب ہو جائے۔ اُس کا پیار عطا ہو۔ اُس کی رضا مل جائے۔ اس کے نتیجہ میں ہمیں اعلیٰ لذّات عطا ہوتی ہیں وہ ایسی لذتیں ہیں جن کا عام انسان تصور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عام انسان ان لوگوں کو بعض دفعہ مشقّتوں میں مبتلا دیکھتا ہے۔ اکثر انبیاء کی زندگی دکھوں میں کٹتی ہے۔ کچھ ذمّہ داریوں کی ادائیگی کے دکھ ہیں جو بہت بڑے دکھ ہیں کسی شخص پر جتنی ذمّہ داری ڈالی جائے اور جتنا خلوص سے وہ ان ذمّہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی زندگی اُتنی ہی بڑی مشکل میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ کچھ دُکھ ہیں جو غیر اِن پر پھینکتے ہیں۔ وہ دشمنی اور نفرتوں کی بوچھاڑ کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں انبیاء کا زندہ رہنا اور ایسی زندگی سے لذّت پانا ایک ناقابل حِل معمّہ ہے جس کی دُنیا کو سمجھ نہیں آیا کرتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا حل یوں پیش فرماتے ہیں۔ ؎

ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغِ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

یعنی لوگ تو سمجھتے ہیں کہ ہم بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں، غیروں نے یہ یہ ظلم کئے ہم تو ان ظلموں کے نیچے پسے گئے ہوں گے مگر فرمایا اے میرے آقا۔ اے میرے محبوب رب! تیری پیاری نگاہیں ایک ایسی تیز تیغ کا حکم رکھتی ہیں جن سے سارا غیروں کا جھگڑا، اغیار کی سب مصیبتوں کا جھگڑا کٹ جاتا ہے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ تو وہاں بھی محبت ہی ہے جو کام آتی ہے۔ محبت رستوں کو آسان کر دیتی ہے۔

محبت الٰہی کی کرشمہ سازیاں

ایک شاعر اپنے تجربے کو یوں بیان کرتا ہے کہتا ہے۔ دن رات جو ہم محبوب کے کوچوں کے چکر لگاتے ہیں اور وہاں سے دھکے کھاتے ہیں اور دھتکارے جاتے ہیں اور پھر بھی جانا نہیں چھوڑتے اور ٹھوکریں کھاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں پاگل ہو گئے ہو۔ لوگ کہتے ہیں اپنے آپ کو تبدیل کرو۔ ہم اُن کو جواب میں کیا کہتے ہیں ؎

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
ہمیں تو راہ رووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

اے پاگل نصیحت کرنے والے تو یہ کیا کہہ بیٹھا ہے کہ اپنے محبوب کے کوچوں میں نہ جاؤں۔ تو خدا کی قسم اگر ہر چلنے والا مجھے اُس کوچے میں چلتے ہوئے ٹھوکریں مارتا ہوا چلے تب بھی میں وہاں جاؤں گا۔ ان ٹھوکروں کا مزہ محبت کے سوا سمجھ آ ہی نہیں سکتا۔ محبت پاگل کر دیا کرتی ہے۔ محبت ہی ہے جس نے فرہاد کا تصور پیدا کیا۔ وہ تمام عمر ایک پہاڑ کو کاٹتا رہا اس غرض سے کہ اس پہاڑ سے وہ نہریں جاری ہوں جن کو بعد میں اُس کی محبوبہ کو بطور انعام دیا جائے گا۔ اور اسی حالت میں اس نے جان دے دی۔ کیا بات تھی جس کی خاطر اُس نے ساری زندگی اس مشقت کے کام میں گنوا دی۔ وہ مشقت ہی اپنی ذات میں اس کی جزا تھی۔ لوگوں کو سمجھ نہیں آتی، لوگ کہتے ہیں فرہاد پاگل ہو گیا تھا۔ وہ پاگل تو تھا لیکن عشق میں پاگل ہوا تھا۔ عام پاگلوں جیسا پاگل نہیں تھا جن کو اپنے وجود کی خبر نہیں رہتی۔ جو عشق خدا کے پاگل ہوتے ہیں ان کا مقصد روحانی مقصد بن چکا ہوتا ہے اُس مقصد کو دُنیا والے سمجھ نہیں سکتے۔

پس محبت الٰہی کے نتیجہ میں آپ کے سارے کام آسان ہو جائیں گے۔ پھر اس بات کی حاجت نہیں رہے گی کہ کوئی کہے اس طرح فیشن کر کے باہر نہ پھرا کرو، اس طرح وقت ضائع نہ کیا کرو، سادہ رہو، جس حد تک ہو سکتا ہے اچھی بنو خدا نے تمہیں رزق دیا ہے لیکن اس میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو، دین کی خدمت کے لئے بھی کچھ رکھو اور دنیا میں ایک پاک معاشرہ پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ یہ سب خالی نصیحتیں ہیں آپ سنیں گی اور بھول جائیں گی۔ لیکن اگر خدا سے محبت ہو جائے تو آپ کے دل میں ایک ناصح پیدا ہو گا۔ ہر وقت دھیان خدا کی طرف رہے گا۔ اگر ہر وقت نہیں تو بار بار یہ دھیان آنا شروع ہو جائے گا. بسا اوقات آپ ایک کام کریں گی اور دل سے آواز اُٹھے گی کہ مجھے تو خدا سے محبت ہے اور خدا کو تو یہ بات پسند نہیں۔ یہ سلسلہ شروع میں تھوڑے تھوڑے تجربوں سے شروع ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس کی انتہاء ایک خود رو پانی کی طرح بہتی ہے۔ اُس وقت انسان اپنے آپ کو متوجہ نہیں کیا کرتا بلکہ محبت میں رواں دواں ہو جاتا ہے وہ اُس کو اٹھائے پھرتی ہے اس کی زندگیوں کے رخ موڑ دیتی ہے۔ محبت فیصلہ کرتی ہے کہ کس طرف اُس نے جانا ہے اُس وقت وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں تو جانا ہی جانا ہے۔ کیونکہ وہ بے اختیار ہو جاتے ہیں۔

خدا تک پہنچنے کیلئے خدا سے مدد مانگنا ضروری ہے

پس آج دنیا کے سارے مسائل کا حل خدا کی محبت ہے اور یہی وہ محبت ہے جو دلوں کو اکٹھا کر سکتی ہے اس کے علاوہ باقی سارے نسخے بے معنی اور جھوٹے اور لغو نسخے ہیں، منہ کی باتیں ہیں۔ اس سے زیادہ اُن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پس یہ سفر شروع کریں اور اگر اس سفر میں آپ بہت سا وقت ضائع کر چکی ہیں اور اس راہ میں بہت پیچھے رہ گئی ہیں تو خدا سے مدد مانگیں کیونکہ خدا کی مدد کے بغیر یہ سفر مکمل نہیں ہوا کرتے کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے کہ وہ خود خدا تک پہنچ جائے یا خدا کا پیار حاصل کر سکے اس کے لئے بھی خدا سے مدد مانگنی پڑتی ہے لیکن نیت فرض ہے اور نیت کی سچائی فرض ہے۔ یہ کام آپ کے سپرد ہے۔ آپ ایک دن یہ فیصلہ کر لیں کہ آپ نے خدا کی محبت میں مبتلا ہونا ہے اور یہ کہ جیسے تیسے بھی ہو سکے آپ اپنے رب سے محبت کریں گی اور اُس کے حُسن کی تلاش کریں گی۔ جب آپ محبت کی بات کریں گی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر آپ کے لئے ایک تنبیہہ بن جائے گا ؎

بن دیکھے کس طرح کسی ماہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کسی خیالی صنم سے لگائے دل

آپ سوچیں گی کہ میں تو واقعی نظریاتی طور پر ایک خدا کی قائل تھی مجھے تو اُس کا حُسن دکھائی نہیں دیتا، میں کیسے محبت کروں ؟ چنانچہ بہت سے

احمدی مرد اور بہت سی احمدی عورتیں مجھے گھبرا گھبرا کر لکھتے ہیں کہ آپ تو کہتے ہیں نماز میں لذتیں پیدا ہو سکتی ہیں ہم نے تو اتنی ٹکریں ماری ہیں لذت پیدا نہیں ہوئی لذت اس لئے پیدا نہیں ہوئی کہ اُن کا صنم خیالی رہا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے نماز کے کلمات پر غور نہیں کیا اُن میں ڈوب کر نماز نہیں پڑھی یہی وجہ تھی کہ مجھے کئی مہینوں پر پھیلا ہوا ایک سلسلۂ خطبات دینا پڑا۔ یہ سمجھانے کے لئے کہ نماز میں کیسے ڈوبا جاتا ہے اور نماز میں ڈوبنے کے نتیجہ میں خدا کا چہرہ دکھائی دینے لگتا ہے اور وہ اتنا حسین چہرہ ہے کہ آپ چاہیں نہ چاہیں آپ اُس کی محبت میں مبتلا ہو جائیں گی۔

محبت الٰہی حاصل کرنے کا راز

محبت میں ایک لطف کی بات یہ ہے کہ اس میں پھر اختیار کی بات نہیں رہتی جو چیز فرض ہے وہ ہے حُسن کے ساتھ رابطہ کیونکہ حُسن سے رابطے کے بغیر محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک شاعر کہتا ہے یہ ایسی آگ ہے جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے۔ غالب کا یہ شعر ہے کہ محبت ایک عجیب پاگل کر دینے والی چیز ہے کہ ہم کوشش کریں کہ محبت ہو جائے تو ہوتی نہیں اور جب ہو جائے تو مٹتی نہیں۔ ایسی آگ لگ جاتی ہے کہ بجھائی نہیں جا سکتی۔ اس لئے بندہ کا اس میں کوئی اختیار نہیں ہے لیکن حُسن کا اختیار ہے۔ حُسن فیصلہ کرتا ہے کہ کس کو کس سے محبت ہوگی اور حُسن چونکہ خدا کا حُسن ہے اس لئے خدا ہی فیصلہ کرے گا کہ کس وقت کتنا آپ پر جلوہ گر ہو۔ اس کے لئے دعا ضروری ہے اور دُعا یہ مانگنی چاہئے کہ اے خدا! اپنا حسین چہرہ دکھا۔ چنانچہ حضرت موسٰی علیہ السلام چونکہ عارف باللہ تھے انہوں نے یہ دُعا نہیں کی کہ اے خدا! میرے دل کو محبت سے بھر دے انہوں نے یہ دُعا کی کہ اے خدا مجھے اپنا چہرہ دکھا دے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ چہرہ دیکھا اور میں بے اختیار ہوا۔ یہی مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حُسن کے تعلق میں بیان فرمایا۔ جب آپ نے فرمایا ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ

یعنی تم دلیل پوچھ رہے ہو۔ محمدؐ کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ تم اُس کے عاشق ہو جاؤ۔ محمدؐ ہی اپنی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ وہ حسین ہے اور حسینوں کی صداقت کی دلیل نہیں مانگی جایا کرتی۔ حسینوں کے اُس جذبہ اور اُس قوت کی دلیل نہیں مانگی جایا کرتی جو انسان کو خود بخود مغلوب کر دیا کرتا ہے۔ حُسن کو دیکھئے پھر آپ کا اختیار نہیں رہے گا۔ پھر آپ اس کے پیچھے چلیں گے اور یہ انسانی فطرت ہے۔ ایسی گہری کشش خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں حُسن کے ساتھ رکھ دی ہے کہ پھر بندہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ تو میں آپ کو یہ راز سمجھاتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ سے محبت ان معنوں میں مانگیں کہ اے خدا ! ہمیں اپنا حُسن دکھایا، اپنے حُسن کے جلوے دکھا، ہمیں بے اختیار کر دے، ہم ایسا تجھے دیکھیں کہ پاگل ہو جائیں، ہمیں دنیا و مافیہا کی ہوش نہ رہے۔ ہم تجھے چاہیں اور تیرے مقابل پر پھر کسی اور کو نہ چاہ سکیں۔

احمدی خواتین کا اپنی اولاد پر سب سے بڑا احسان

یہ دُعا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کے اند پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دے گا اور جب تک آپ کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا نہ ہوں باہر کی دنیا میں پاک تبدیلی نہیں پیدا کی جا سکتی! نہیں پیدا کی جا سکتی!! نہیں پیدا کی جا سکتی!! یہ ایک ایسا قطعی اصول ہے جس کو دنیا میں کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔ آپ اپنے اندر روشنیاں پیدا کریں۔ اپنی تاریکیوں کو روشنی میں تبدیل کر دیں اور ایسے جلووں سے بھر دیں کہ وہ آپ کے باہر دکھائی دینے لگیں اور از خود آپ کے دل کا نور باہر جلوہ گر ہو۔ چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو اسی رنگ میں بیان فرماتا ہے۔

وَنُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

ان کا نور جو صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہا کرتا يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وہ اُن کے آگے آگے بھاگتا ہے اور دنیا کو بھی روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ ماؤں کو اس لئے ضرورت ہے کہ ماؤں کے قبضے میں بچے ہوتے ہیں۔ آپ اگر بچپن میں خدا کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کر سکیں تو سب سے بڑا احسان اپنی اولاد پر آپ کر سکتی ہیں۔ اور خدا کی محبت پیدا کرنے کے لئے آپ کو خدا کی باتیں کرنی ہوں گی۔ خدا کی باتیں کرتے وقت اگر آپ کے دل پر اثر نہ ہوا، اگر آپ کی آنکھوں سے آنسو نہ بہے، اگر آپ کا دل موم نہ ہوا تو یہ خیال کرنا کہ بچے اس سے متاثر ہو جائیں گے، یہ جھوٹی کہانی ہے اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے خدا سے محبت کیا کرتے ہیں کہ جب وہ خدا کا ذکر کرتی ہیں تو اُن کے دل پگھل کر آنسو بن کر بہنے لگتے ہیں۔ ان کے چہروں کے آثار بدل جاتے ہیں۔ بچے یہ حیرت سے دیکھتے ہیں کہ اس ماں کو کیا ہو گیا ہے، کس بات کی اداسی ہے، کس جذبے نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ وہ تاثر ہے جو بچے کے اندر ایک پاک اور عظیم تبدیلی پیدا کر دیا کرتا ہے۔ یہ انقلاب کی روح ہے اور انقلاب کی جان ہے۔ ایسی مائیں بنیں اور ایسی مائیں بننے کے لئے جیسے کہ میں نے بیان کیا ہے خدا سے مدد مانگتے ہوئے اس کے حُسن کی تلاش کرنی ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ حُسن آپ پر جلوہ افروز ہو اور آپ کے دلوں میں ایسی محبت بھر دے کہ آپ کا وجود پگھل جائے اور پگھلنے کے بعد ایک نئے وجود میں ڈھالا جائے۔

تربیت اولاد کا بہترین وقت

پس آج کے خطاب کے لئے میں نے صرف یہی مضمون چُنا تھا میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہزار باتوں کی ایک بات یہ ہے، اس کو آپ مضبوطی سے تھام لیں۔ خدا سے محبت کرنے کے تو بے شمار طریق ہیں میں مختلف خطبات میں اُن کا ذکر بھی کرتا رہتا ہوں۔ آج صرف اس حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں کہ آج اگر آپ مائیں بن چکی ہیں تو آپ کو آج بھی خدا تعالیٰ نے یہ استطاعت بخشی ہے کہ اپنے گرد و پیش، اپنے ماحول میں خدا کی محبت کے رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ مائیں نہیں بنیں تو آج وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں تا کہ جب آپ مائیں بنیں تو اس سے پہلے ہی خدا سے محبت کرنے والی وجود بن چکی ہوں۔ وہ چھوٹی بچیاں اور وہ چھوٹے بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں، آپ کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں آپ کے دودھ پی کر جوان ہوتے ہیں یا آپ کے ہاتھوں سے دودھ پی کر جوان ہوتے ہیں اسی زمانہ میں ابتدائی دور میں اُن کو خدا کے پیار کی لوریاں دیں۔ خدا کی محبت کی اُن سے باتیں کریں پھر بعد کی ساری منازل

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Gebetsplan für Frankfurt/Main

Dezember 1991

اوقات نماز برائے فرینکفرٹ دسمبر ۱۹۹۱ء

تاریخ	فجر		ظہر	عصر	مغرب	عشاء
Datum	Fajr	S.aufgang	Sohar	Aßr	Maghrib	Ischa
01. Dez	6:42	8:02	12:30	14:30	16:31	17:46
02. Dez	6:43	8:03	12:30	14:30	16:31	17:46
03. Dez	6:44	8:04	12:30	14:30	16:30	17:45
04. Dez	6:46	8:06	12:30	14:30	16:30	17:45
05. Dez	6:47	8:07	12:30	14:30	16:29	17:44
06. Dez	6:48	8:08	12:30	14:30	16:29	17:44
07. Dez	6:49	8:09	12:30	14:30	16:29	17:44
08. Dez	6:50	8:10	12:30	14:30	16:28	17:43
09. Dez	6:52	8:12	12:30	14:30	16:28	17:43
10. Dez	6:53	8:13	12:30	14:30	16:28	17:43
11. Dez	6:54	8:14	12:30	14:30	16:28	17:43
12. Dez	6:55	8:15	12:30	14:30	16:28	17:43
13. Dez	6:56	8:16	12:30	14:30	16:28	17:43
14. Dez	6:56	8:16	12:30	14:30	16:28	17:43
15. Dez	6:57	8:17	12:30	14:30	16:28	17:43
16. Dez	6:58	8:18	12:30	14:30	16:28	17:43
17. Dez	6:59	8:19	12:30	14:30	16:28	17:43
18. Dez	7:00	8:20	12:30	14:30	16:29	17:44
19. Dez	7:00	8:20	12:30	14:30	16:29	17:44
20. Dez	7:01	8:21	12:30	14:30	16:29	17:44
21. Dez	7:01	8:21	12:30	14:30	16:30	17:45
22. Dez	7:02	8:22	12:30	14:30	16:30	17:45
23. Dez	7:02	8:22	12:30	14:30	16:31	17:46
24. Dez	7:03	8:23	12:30	14:30	16:31	17:46
25. Dez	7:03	8:23	12:30	14:30	16:32	17:47
26. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:33	17:48
27. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:33	17:48
28. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:34	17:49
29. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:35	17:50
30. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:36	17:51
31. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:37	17:52

فرق اوقات	طلوع آفتاب	غروب آفتاب
Zeitunterschiede in:	Sonnenaufgang:	Sonnenunterg.:
Aachen:	+14	+7
Berlin:	-7	-30
Bremen:	+14	-15
Dortmund:	+12	-2
Hamburg:	+13	-22
Hannover:	+6	-15
Köln:	10	+3
Mannheim:	-2	+3
München:	-20	-3
Stuttgart:	-8	+3

شعبہ تعلیم ——— جرمنی

ذکر الٰہی

مکرم صدیق اشرف علی - جماعت SCHLESWIG

ذکر الٰہی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۸:۴۶)

یعنی اے لوگو اگر تم اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو یا تم زندگی میں فلاح و بہبود کے خواہش مند ہو تو اس کا ایک ہی رستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم خدا کو بہت یاد کیا کرو۔ ایسا ہی ایک اور جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے لوگو تم خوف اور عجز کے ساتھ اور دھیمی آواز کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو صبح کے اوقات میں بھی اور شام کو بھی۔"

(۷ : ۲۰۶)

عقلمندوں کی نشانی بیان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

"عقلمند وہ لوگ ہیں جو کھڑے ہوئے بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں اور بیٹھے ہوئے بھی یہاں تک کہ آرام کرتے ہوئے بھی وہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور ان کا اللہ کو یاد کرنا محض رسمًا نہیں ہوتا بلکہ وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر تدبر کرتے رہتے ہیں اور اس غور و فکر کے نتیجہ میں اپنے دل اور زبان سے اس بات کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ اے ہمارے رب تُو نے کچھ بھی تو بے کار اور لغو پیدا نہیں کیا۔"

ذکر الٰہی کی فضیلت اور اہمیت اور اس کی برکات کے بارے میں ایک حدیث حضرت ابوالدرداءؓ سے یوں روایت ہے۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو سب سے بہتر اور پسندیدہ ہو اور خدا کی راہ میں سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بھی بہتر ہو کہ کوئی شخص جہاد کے لئے جائے اور دشمنوں کو قتل کرے اور خود شہید ہو جائے تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا ذکر اللّٰہ یعنی وہ اللہ کا ذکر ہے۔"

ذکر الٰہی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم نے پانچ وقت کی نماز پڑھ لی یا انگلیوں کے پورے گن لئے یا تسبیح کے چند دانے کھٹکھٹا لئے اور پھر خدا کو بھلا بیٹھے بلکہ ذکر الٰہی سے مراد یہ ہے کہ ہم ہمیشہ خدا کو یاد کرتے رہیں۔ سوتے جاگتے اس کا ذکر کریں۔ اس کے احسانات کو یاد رکھیں۔ غم اور دکھ میں بھی ناشکری کے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیں اور زندگی کا کوئی لمحہ ہم پر ایسا نہ آئے کہ جس میں ہم اس کو بھول جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"جماعت کو کثرت سے خدا تعالیٰ کے ذکر میں، دل کے ذکر میں بھی اور زبان کے ذکر میں بھی مشغول ہونا چاہیئے۔" (الفضل ۱۱ مئی ۱۹۷۷ء)

آپؒ پھر فرماتے ہیں۔

"دنیا کے جو کام آپ کر رہے ہیں کرتے رہیں لیکن کرتے ہوئے بھی آپ ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ بڑی برکتیں آپ پر، آپ کے گھروں پر، آپ کے خاندانوں پر، آپ کے بچوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوں گی۔ اگر آپ اپنی یہ عادت بنا لیں۔"

(الفضل ۱۵ جون ۱۹۸۰ء)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ کے الفاظ میں یہ بات ہمیں سمجھائی ہے۔

اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ ۝

یعنی تم اللہ کو یاد کرتے رہا کرو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔ تم اس کو پکارو وہ تمہیں جواب دے گا۔

ذکر الٰہی کی اہمیت کے بارے میں حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے دنیا میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ فرشتوں نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ اُس محفل میں ایک ایسا آدمی بھی بیٹھ گیا تھا جو راہ چلتے اس میں شامل ہوا تھا۔ تب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں یہ ایسے لوگ ہیں (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے) کہ اس مجلس میں شامل ہونے والا بھی میری رحمت سے محروم نہیں ہو سکتا اور میں اس کی بھی مغفرت کرتا ہوں۔

اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ذکر الٰہی کی کتنی اہمیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کتنے فوائد مقرر کر رکھے ہیں۔ اگر ہم کو خدا تعالیٰ سے محبت ہے اور اس سے ہم حقیقی تعلق رکھتے ہیں تو ہم کبھی بھی اس کو بھول نہیں سکتے۔ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس سے ہمیں حقیقی محبت ہو تو ہم اس کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں اور اس کا بار بار ذکر کرنا پسند کرتے ہیں اور اس کی خوبیوں اور اداؤں کا ذکر کرنا ہمارے دل کو بھلا لگتا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ تو کریں مگر اس کو بھول جائیں اور صرف نماز کے اوقات میں اللہ اللہ کریں پھر اس کو چھوڑ دیں جیسے اُس سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو انسان کی عبادت اور ان کے ذکر سے کیا فائدہ جبکہ اس کی ذات غنی اور حمید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کی تعریف اور ثناء سے مستغنی ہے اور اس کو اس بات کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں کہ کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے یا کوئی اس کی بندگی بجا لائے یا نہ لائے۔

چنانچہ حدیث شریف میں روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی ساری مخلوق خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں لگ جائے تو بھی اس کی سلطنت میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہیں ہوگا اور اس کے برعکس ساری دنیا خدا تعالیٰ کی ہستی کا منکر ہو جائے تو بھی اس کی حکومت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر، اس کی تسبیح اور تحمید سے انسان خود اپنی ذات کے لئے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ جب وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ خدا ایک ہے یا وہ رحمان اور رحیم ہے۔ یا وہ خدا تعالیٰ کی دوسری صفات کا ذکر کرتا ہے۔ یا وہ خدا تعالیٰ کے احکامات بجالاتا ہے۔ یا ان باتوں سے رُکا رہتا ہے جن سے بچ رہنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ تو ان تمام صورتوں میں وہ اپنے لئے ہی رحمتوں کا دروازہ کھولتا ہے۔ نیز اپنے تئیں ہلاکتوں و نقصانوں سے بچاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص جس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ سورج نکل آیا ہے اور باوجود اس علم کے اپنی گھر کی کھڑکیاں بند کر لے اور خیال کر لے کہ ابھی دن نہیں نکلا اور اس طرح ان فوائد سے جو دن کی روشنی میں اس کو میسر آ سکتے تھے۔ اپنے آپ کو محروم کر لے۔ یا اس کی مثال اس بات سے دی جا سکتی ہے جس طرح انسان نے بجلی دریافت کی اور اس کے نتیجہ میں اس نے ان سے بے شمار فوائد بھی حاصل کئے۔ اب اگر کوئی شخص ان علموں کا انکار کرنا شروع کر دے تو اس سے یہ تو نہ ہو گا۔ بجلی اپنی قوۃ قہربائی سے محروم ہو جائے گی بلکہ ان قوتوں کا منکر خود کو بہت ساری نعمتوں سے محروم کر لے گا۔

یہی وہ راز ہے جس کی بناء پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہر گناہ بخش دیتا ہے سوائے شرک کے۔ تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ شرک سے خدا تعالیٰ کو کوئی نقصان ہے بلکہ اس سے یہ اظہار مقصود ہے کہ دنیا میں اس سے بڑی جہالت کا تصور ممکن نہیں کہ انسان شرک میں مبتلا ہو جائے اور مٹی اور پتھر سے بنائے ہوئے بتوں کو خدا قرار دینے لگ جائے یا کوئی انسان کے بیٹوں کو خدا سمجھ بیٹھے۔ کیا کوئی عالم آدمی ایسی نہایت جاہلانہ باتوں کو اپنی طرف منسوب کرنا پسند کرے گا ہر گز نہیں۔ پس توحید کا اقرار انسان کو نا صرف باوقار بناتا ہے بلکہ جاہل سے عالم بنا دیتا ہے اور ایسے ہی خدا تعالیٰ کے ذکر کے ذریعہ انسان اپنی ذات کے لئے نئے نئے دینی و دنیاوی علوم کے دروازے کھولتا ہے۔

ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راز کو پہچان لیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی تمام فیضوں کا سرچشمہ ہے اور اس سے تعلق قائم کئے بغیر زندگی کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں گزرتا تھا۔ آپؐ جاگتے تھے تو خدا تعالیٰ کی یاد کے ساتھ آپؐ سوتے تھے تو خدا کے ذکر کے ساتھ آپؐ کسی سے ملتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی سلامتی کا پیغام لے کر آپؐ کوئی کام شروع کرتے تو خدا کا نام لیتے ہوئے۔ غرضیکہ آپؐ کا سارا دن اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ گزرتا تھا یہاں تک کہ آپؐ سو رہے ہوتے تو بھی آپؐ کا دل خدا تعالیٰ کی یاد کے نغمے گا رہا ہوتا۔

آپ کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی دستور تھا چنانچہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتی ہیں۔

"میرا پلنگ بستر (حضرت اقدس۔ ناقل) کے پاس بہت قریب ہی ہوتا تھا اور اکثر میری آنکھ کھلتی دیکھتی کہ (حضرت اقدس۔ ناقل) کی آنکھیں بظاہر بند ہیں مگر لبوں پر سُبحان اللہِ وَبِحَمدِہٖ سُبحان اللہِ العظیم اور درود اور ذکر الٰہی جاری ہے۔ مجھے پہچان ہو گئی تھی، آپ کے لبوں کی حرکت پہچان لیتی اور ہلکی سی آواز بھی سن لیتی میں بچہ تھی بالکل چھوٹی جب بھی آپ نے مجھے کہا اور شاید کئی بار کہ جب آنکھ کھلے، کروٹ لیتی ہو اس وقت ضرور دعا کر لیا کرو۔" ـــــــــــــ (الفضل ۱۴ر نومبر ۱۹۷۲ء)

ذکر الٰہی کے ساتھ نماز کا بھی ایک خاص تعلق ہے نماز ایک ایسا دربار ہے جس میں بندہ خدا کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اپنی بندگی اور عبودیت کا اظہار کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ نماز ذکر الٰہی کا معراج ہے تو یہ غلط نہ ہو گا۔ قرآن کریم نے بھی مختلف جگہوں پر نماز کو ذکر قرار دیا ہے مگر نماز حقیقی ذکر اسی وقت بن سکتی ہے جبکہ خوب توجہ اور احتیاط سے ادا کی جائے ورنہ بے توجہگی سے ادا کی جانے والی نماز کے بارے میں قرآن کریم میں وعید موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَوَیلٌ لِّلمُصَلِّینَ الَّذِینَ ھُم عَن صَلَاتِھِم سَاھُونَ (۱۰۷:۵،۶)

یعنی ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے نماز کو بھی ایک رسمی عبادت بنا کر رکھ دیا۔

نماز میں لذت پیدا کرنے کے لئے ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو سلسلہ وار خطبات حال ہی میں جماعت کے سامنے پیش کئے ہیں اس میں ایک خطبہ میں آپ فرماتے ہیں۔

"پس یہ مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بہت وسیع ہے اور ایک خطبہ میں تو ناممکن ہے کہ اس کا پورا حق ادا کیا جا سکے۔ میں نے کوشش کی ہے مختصراً آپ کو سمجھاؤں کہ عرفان سے نماز میں لذت پیدا ہوتی ہے اور اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ بات سمجھنے کے باوجود اچانک آپ کی نماز زندہ نہیں ہو سکتی ... وقت لگتا ہے اور محنت کرنی پڑتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

یَا اَیُّھَا الاِنسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدحًا فَمُلٰقِیہِ

(سورۃ الانشقاق آیت ۷)

کہ اے انسان تو خدا کی طرف محنت کر رہا ہے یعنی وہ انسان مخاطب ہے جو خدا کو پانے کے لئے محنت کرتا ہے کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدحًا تجھے بہت محنت کرنی پڑے گی اور تو بہت محنت کر بھی رہا ہے۔ ہم تجھے یقین دلاتے ہیں کہ تیری یہ محنت ضائع نہیں جائے گی فَمُلٰقِیہِ تو ضرور اس رب کو پالے گا جس کی خاطر تو محنت اور جدوجہد کرتا ہے ... خدا سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محنتوں کی توفیق بھی عطا فرمائے اور محنتوں کو پھل بھی لگا دے۔ یہاں تک کہ نماز آپ کے لئے لذتوں کا ذریعہ بن جائے اور بوریت اور اکتاہٹ کا باعث نہ رہے۔" آمین

(خطبہ جمعہ ۲ر دسمبر ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن)

جیسا کہ مضمون کے ابتداء میں بیان کیا تھا کہ ذکر الٰہی کا مضمون نہایت وسیع ہے اور اس کے بہت سارے پہلو ہیں۔ کس کو بیان کیا جائے اور کس کو چھوڑا جائے۔ تلاوت قرآن مجید بھی ذکر الٰہی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

یسوع مسیح خُدا کے نبی

محترم چوہدری عبداللطیف، سابق مبلغ جرمنی

حضرت یسوع مسیح بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔ ان کو عیسائی دُنیا نے خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دے کر تثلیث کا بے بنیاد عقیدہ ایجاد کیا۔ ان کی وفات کے بعد قریباً تیسری صدی میں تثلیث کا عقیدہ عیسائیت میں داخل ہوا۔ ان کا خدا کا بیٹا ہونا کسی طرح بھی اناجیل سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہ مثال خدا تعالیٰ کے پیاروں کے لئے تمثیلی طور پر اناجیل میں اور پھر قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے اپنے آپ کو صریحاً خدا تعالیٰ کا نبی قرار دیا۔

انہوں نے بار بار اس بات پر زور دیا کہ انہیں خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے بمثال کے طور پر

- "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷/۳)
- "میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے (باپ) کی مرضی چاہتا ہوں" (یوحنا ۵/۳۰)
- "وہ میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ اس نے میری گواہی دی ہے" (یوحنا ۵/۳۷)

ان حوالہ جات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت یسوع مسیح نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث شدہ قرار دیا ہے یعنی خدا کا نبی۔

ابن اللہ کا اصل مفہوم

یہ درست ہے کہ لوقا ۱/۳۵ اور ۳/۳۸ میں حضرت یسوع مسیح کو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا گیا ہے لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ اُن میں خدائی طاقتیں پائی جاتی تھیں یا اس سے تثلیث کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا صحیح مفہوم مندرجہ ذیل حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے یعنی حضرت یسوع مسیح کے علاوہ اور نبیوں کو بھی خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ یعنی یہ سب انبیاء خدا تعالیٰ کے برگزیدہ تھے۔

- اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے۔ (خروج ۴/۲۲)
- سلیمان میرا بیٹا ہوگا اور میں اُس کا باپ ہوں گا۔ (۱۔ تواریخ ۲۲/۱۰)
- اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ (زبور ۸۲/۶)
- اور میں اُس کو (داؤد) اپنا پہلوٹھا بناؤں گا اور دنیا کا شہنشاہ۔ (زبور ۸۹/۲۷)
- مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ (متی ۵/۹)

خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار

- یسوع نے جواب دیا اے اسرائیل سُن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ (مرقس ۱۲/۲۹،۳۰)
- اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا ۱۷/۳)
- تاکہ ان باطل چیزوں سے کنارہ کر کے اُس زندہ خدا کی طرف پھرو جس نے آسمان، زمین اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کیا (اعمال ۱۴/۱۵)
- یسوع نے اُس سے کہا کہ اے شیطان دور ہو جو نکہ لکھا ہے کہ تُو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُس کی عبادت کر۔ (متی ۴/۱۰)
- اور جب وہ باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا تو ایک شخص دوڑتا ہوا اُس کے پاس آیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُس سے پوچھنے لگا کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اُس سے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ (مرقس ۱۰/۱۷،۱۸)
- (خدا) جو مبارک اور واحد حاکم بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ بقا صرف اُسی کو ہے اور وہ اُس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ (شعیب کے نام خط ۶/۱۵،۱۶)

حضرت یسوع مسیح صفات میں خدا تعالیٰ کے برابر نہیں

مثلاً اللہ تعالیٰ ہی عزّت کا سرچشمہ ہے۔ جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے۔

- تم ایک دوسرے سے عزّت چاہتے ہو وہ عزّت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے۔ (یوحنا ۵/۴۴)

اس امر کی قرآن کریم تصدیق فرماتا ہے۔

- "جو کوئی عزّت چاہتا ہے اُسے یاد رہے کہ عزّت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے" (قرآن کریم ۳۵/۱۱)

● اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اُس سے کہا کہ اے استاد میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اُس نے اُس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے (یعنی خدا) لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ (متی ۱۹/۱۶،۱۷)

● حضرت مسیحؑ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کے برابر نہ ہے۔ جیسے لکھا ہے لیکن اُس دن یا اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر باپ۔

حضرت یسوع مسیح اللہ تعالیٰ سے دُعا کے عادی تھے۔ جیسا کہ اناجیل میں واضح طور پر اس کے ثبوت ملتے ہیں۔

● مگر وہ جنگلوں میں الگ جا کر دعا کیا کرتا تھا۔ (لوقا ۵/۱۶)

● وہ پطرس اور یوحنا اور یعقوب کو ہمراہ لے کر پہاڑ پر دُعا کرنے گیا۔ (لوقا ۹/۲۸)

● پھر ایسا ہوا کہ وہ کسی جگہ دعا کر رہا تھا جب کر چکا تو اُس کے شاگردوں میں سے ایک نے اُس سے کہا کہ اے خداوند جیسا یوحنا نے اپنے شاگردوں کو دعا کرنا سکھایا تو ہمیں بھی سکھا۔ اُس نے اُن سے کہا جب تم دعا کرو تو کہو اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہت آئے۔ (لوقا ۱۱/۱،۲)

یہ حوالہ جات واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ حضرت یسوع مسیح سب دعائیں اپنے باپ یعنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے عادی تھے اور ہر امر اُن کے بشر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اس کا مزید ثبوت مندرجہ ذیل حوالہ سے ملتا ہے۔

● اور منہ کے بل گر کر یوں دُعا کی اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے۔ (متی ۲۶/۳۹)

حضرت یسوع مسیح دیگر انبیاء کی طرح اپنی مرضی کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے تحت رکھنے کے عادی تھے۔ اُن کا یہ فرمانا "نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے" اس کی واضح دلیل ہے۔ اس بارہ میں ان کا مندرجہ ذیل ارشاد اس کی مزید وضاحت کرتا ہے۔

● کیونکہ میں آسمان سے اس لئے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔ (یوحنا ۶/۳۸)

اُن کا یہ ارشاد اپنے مولا حقیقی سے تعلق پر دال ہے۔ اس کے برعکس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ باپ نے اپنے بیٹے سے کبھی دُعا کی ہو۔ یہ اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ باپ کا درجہ بیٹے سے بلند و بالا ہے۔ جیسا کہ ایک مالک اپنے نوکر سے بلند درجہ رکھتا ہے۔

پیشگوئیاں

حضرت یسوع مسیحؑ نے اپنے مخالفین کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی کہ حضرت موسیٰؑ نے اُن کی آمد کے بارہ میں کئی ایک پیشگوئیاں کی ہیں جو عہد نامہ قدیم میں مذکور ہیں۔ اس بارہ میں اُن کا یہ فرمان قابل غور ہے۔

● کیونکہ اگر تم موسیٰؑ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے۔ لیکن جب تم اُس کے نوشتوں کا یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کا کیونکر یقین کرو گے۔ (یوحنا ۵/۴۶،۴۷)

انہوں نے اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنے معاندین کو اُن پیشگوئیوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔ لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اُن سب پیشگوئیوں میں ایک نبی کی آمد کا ذکر ہے اور ان میں کہیں بھی خدا کے بیٹے یعنی تثلیث میں مذکور اقنوم ثانیہ کا ذکر نہیں۔ اس سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اُن کا مقام ایک نبی کا تھا نہ کہ خدا کا بیٹا یا خدا ہونے کا جیسا کہ عیسائی دنیا کا عقیدہ ہے۔

بنی اسرائیل کے آخری نبی

حضرت مسیح ناصری کا مشن صرف اور صرف بنی اسرائیل کے گھرانے تک محدود تھا۔ یعنی اُن کا مشن عالمگیر حقیقت نہیں رکھتا۔ وہ حضرت داؤدؑ کے تخت کے وارث تھے۔ جیسا کہ اُن کے مندرجہ ذیل قول سے واضح ہے۔

● "خداوند خدا اُس کے باپ داؤدؑ کا تخت اُسے دے گا۔" (لوقا ۱/۳۲)

وہ اپنے مشن کا تعین مندرجہ ذیل رائے کے ذریعے معین طور پر کرتے ہیں۔

● "اور دیکھو ایک کنعانی عورت اُن سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر ایک بدروح میری بیٹی کو بہت ستاتی ہے۔ مگر اُس نے کچھ جواب نہ دیا اُس کے شاگردوں نے پاس آکر اُس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اُس نے آکر اُسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر اُس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔" (متی ۱۵/۲۲،۲۶)

اس مرحلہ پر عیسائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ دوسری جگہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو یہ بھی تو کہا ہے کہ دنیا کے سب شہروں، بستیوں اور گاؤں میں پھر کر منادی کرو۔ لیکن اگر اس پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت یسوع مسیحؑ کا مطلب صرف یہ تھا کہ اسرائیل کے گھرانے کے سب شہروں اور بستیوں میں پھر کر ان کے مشن کی تبلیغ کی جائے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ سے اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

● اُن بارہ کو یسوع نے بھیجا اور حکم دے کر کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (متی ۱۰/۵،۶)

قرآن کریم میں حضرت یسوع مسیح کا صحیح مقام

اللہ تعالیٰ کی ذات واحد لاشریک ہے وہ حیّ و قیوم اور زندگی و موت سے بالا ہے۔ وہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے۔ اُس کی صفات میں اُس کا کوئی شریک کار نہیں وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ حضرت یسوع مسیحؑ کی زندگی اُن کے مشن اُن کی حیات و وفات کے بارہ میں قرآن کریم نے صحیح دلکش دلربا اور حسین تصویر کھینچی

ہے اور یہ تعلیم ہر لحاظ سے صداقت پر مبنی ہے۔ قرآن کریم تثلیث کے عقیدہ کی صریحاً تردید کرتا ہے۔ مثلاً۔

- اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا ہے اور وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اُس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور اُس کی صفات میں اُس کا کوئی شریک کار نہیں۔" (۱۱۲، ۲، ۵)

- اور تو اُس پر توکل کر جو زندہ ہے اور سب کو زندہ رکھتا ہے کبھی نہیں مرتا اور اُس کی تعریف کے ساتھ ساتھ اُس کی تسبیح کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب واقف ہے۔ (۲۵، ۵۹)

- اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدائے رحمان نے بیٹا بنالیا ہے۔ تو کہہ دے کہ تم ایک بڑی سخت بات کہہ رہے ہو قریب ہے کہ تمہاری بات سے آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں اس لئے کہ ان لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور خدائے رحمٰن کی شان کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے کیونکہ ہر ایک جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ خدائے رحمٰن کے حضور غلام کی صورت میں حاضر ہونے والا ہے۔ ۱۹، ۸۹، ۹۴

- اور نیز اُس نے اس لئے اسے اتارا ہے کہ تا وہ اُن لوگوں کو آنے والے عذاب سے آگاہ کرے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو بیٹا بنالیا ہے۔ انہیں اس بارہ میں کچھ بھی تو علم حاصل نہیں اور نہ اُن کے بڑوں کو اس بارہ میں کوئی علم تھا یہ بہت بڑی خطرناک بات ہے۔ جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے بلکہ وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔ ۱۸، ۵، ۶

- اور ہم نے تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں ہم اُن میں سے ہر ایک کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ہی خدا ہوں پس صرف میری عبادت کرو اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن خدا نے بیٹا بنالیا ہے اُن کی بات درست نہیں وہ تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن کو یہ بیٹا کہتے ہیں وہ خدا کے کچھ بندے ہیں جن کو خدا کی طرف سے عزت ملی ہے۔ ۲۱، ۲۶، ۲۷

- اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تُو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔ تو اُس نے جواب دیا کہ ہم تجھے تمام عیبوں سے پاک قرار دیتے ہیں میری شان کے شایاں نہ تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا۔ اور اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اُس کا علم ہوگا جو کچھ میرے جی میں ہے تُو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تیرے جی میں ہے میں نہیں جانتا۔ تو بے شک سب غیب کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ میں نے اُن سے صرف وہی بات کہی تھی جس کا تُو نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ (۵، ۱۱۷، ۱۱۸)

- مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھا اُس سے پہلے رسول بھی فوت ہو چکے ہیں اور اُس کی ماں بہت راست باز تھی۔ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھ ہم کس طرح اُن کے فائدہ کے لئے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھ کہ اُن کا خیال کس طرح بدل دیا جاتا ہے تو کہہ دے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر اُن چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتی ہیں اور نہ نفع پہنچانے کی۔ اور اللہ ہی ہے جو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ (۵، ۷۶، ۷۷)

- اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غیب اور حاضر کو جانتا ہے۔ وہی بے انتہا کرم کرنے والا ہے اور وہی بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حق یہ ہے کہ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے۔ خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرتا ہے۔ خود ہر عیب سے پاک ہے اور دوسروں کو سلامت رکھتا ہے۔ اور سب کو امن دینے والا ہے اور سب کا نگران ہے غالب ہے اور سب ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتا ہے بڑی شان والا ہے جن چیزوں کو یہ لوگ اُس کا شریک قرار دیتے ہیں اُن سے اللہ پاک ہے حق یہی ہے کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے اور ہر چیز کو اُس کی مناسب حال صورت دینے والا ہے اُس کی بہت سی اچھی صفات ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اُس کی تسبیح کر رہا ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ (۵۹، ۲۳، ۲۵)

میں اپنے اس مختصر سے مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریرات پر ختم کرتا ہوں۔

- "اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیحؑ سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اُس سے باتیں کر کے اُس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیحؑ اُن چند عقائد سے جو کفارہ تثلیث اور رہبانیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ مسیحؑ کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ اُن کو دیکھ سکتا ہے۔ اُن سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور اُن کی نسبت اُن سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بُروز کے طور پر یسوع مسیحؑ کی روح سکونت رکھتی ہے۔" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۰)

پھر فرماتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ : خطاب

آسان ہو جائیں گی۔ اور اصل یہ ہے جو میں نے آخر پر بیان کیا ہے۔ بعد کے زمانوں میں ماؤں کا یہ کوشش کرنا کہ بچے خدا کی محبت میں مبتلا ہو جائیں جب کہ ابتدائی دور میں وہ اس کام سے غافل رہیں بہت مشکل کام ہے، اتنا مشکل کام ہے کہ بعض دفعہ مائیں غم سے ہلاک ہونے لگتی ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتیں۔ تو اس وقت کام شروع کریں جب آسانی ہے اور یہ کام اُس وقت شروع ہوتا ہے جب بچہ آپ کی گود میں اُترتا ہے اور اُس وقت سے آگے پھر مسلسل یہ کام اُس وقت تک جاری رہتا ہے جبکہ بچہ اپنے شعور کو پہنچ کر آزاد حیثیت اختیار نہیں کر لیتا۔ اس دور میں آپ اس کے اندر عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہیں تو پھر اسی بات کو دُہرا کر اس پر اپنے خطبات کو ختم کرتا ہوں کہ جو جو تبدیلیاں آپ کو پیدا کرنی ہوں گی پہلے اپنی ذات میں کرنی ہوں گی۔ آپ کے تبدیل ہوئے بغیر آپ کی اولاد تبدیل نہیں ہو سکتی، جب تک آپ کی ذات خدا کے نُور سے نہ بھر جائے۔ آپ کی اولاد کے سینے خدا کے نُور سے نہیں بھر سکتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دیکھیں آپ ایک نئی صدی کے سر پر کھڑی ہیں۔ اس صدی کی آپ مجدد بنائی گئی ہیں۔ بحیثیت قوم آپ کو خلفاء فرمایا گیا۔ آپ نے آئندہ زمانوں میں تربیت اولاد کی ضرورتیں پوری کرنی ہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے آپ آئندہ زمانوں میں اولاد کی بہترین تربیت کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ : ذکر الٰہی

پر درود بھیجتے رہنا بھی ذکر الٰہی کے مضمون میں شامل ہے۔
اب میں اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک طرف تو خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیں اس معنی میں کہ ہمارے دل بھی ذکر کر رہے ہیں اور ہماری زبانوں پر بھی اس کا ذکر ہو۔ اس معنی میں کہ ہمارا ذاتی تعلق اپنے ربِ کریم سے ہو۔ اس معنی میں کہ ہم اپنی سمجھ اور طاقت کے مطابق اس کی صفات اور اس کے اسمائے حسنہ کا عرفان رکھنے والے ہوں ہمیں ان اسماء کی معرفت حاصل ہو اس کے مطابق ہم اپنی زندگیاں ڈھالنے والے ہوں۔ وہ رنگ ہم اپنے اعمال پر چڑھانے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے (محض انسانوں کے نہیں) سُکھ اور چین کا انتظام کرنے والے ہوں۔" آمین
(الفضل ۱۱ مئی ۱۹۷۷ء)

بقیہ : یسوع مسیح

"میں نے بارہا عیسیٰؑ کو خواب میں دیکھا اور کشفی حالت میں ملاقات ہوئی اور ایک ہی خوان میں میرے ساتھ اُس نے کھانا کھایا اور ایک دفعہ میں نے اُس کو دیکھا اور اُس فتنہ کے بارہ میں پوچھا جس میں اُس کی قوم مبتلا ہو گئی ہے۔ پھر اُس پر دہشت غالب ہو گئی اور خدا تعالیٰ کی عظمت کا اُس نے ذکر کیا اور اُس کی تسبیح اور تقدیس میں لگ گیا اور زمین کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میں تو صرف خاکی ہوں اور اُن تہمتوں سے بری ہوں جو مجھ پر لگائی جاتی ہیں۔ پھر میں نے اُس کو ایک متواضع اور کسرِ نفسی کرنے والا آدمی پایا۔ (نور الحق صفحہ ۳۶)

طاہر جیولرز

ہمارے ہاں ہر قسم کے انڈین و پاکستانی خالص سونے کے زیورات تیار کئے جاتے ہیں

انگلینڈ سے باہر کے ممالک میں زیورات پہنچانے کا خاص انتظام موجود ہے

احمدی بہن بھائیوں کیلئے خاص رعایت

مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں

TAHIR AHMED
43 DUCKWORTH GROVE
BRADFORD 9 BD9 5HQ
ENGLAND
جرمنی سے فون نمبر:- 0044 - 274 - 496673

ہر قسم کی دستاویزات

ڈرائیونگ لائسنس | نکاح فارم | تعلیمی و عدالتی سرٹیفکیٹ

کے مستند ترجمہ کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع فرمائیں

فضل الٰہی انوری
C/O FACH-ÜBERSETZUNGSBÜRQ
KAISERSTRASSE 50 (IV STACK)
TEL:- 069-23 20 32
TELEX 069-23 60 17

ہومیو پیتھک ادویات

ایسے احباب و خواتین جن کے پاس ہومیو پیتھک ادویات بچ جاتی ہوں اُن سے درخواست ہے کہ وہ فرنکفرٹ مشن کو واپس ارسال فرما دیا کریں۔
جو احباب ادویات منگواتے ہیں وہ ۵ مارک کی ٹکٹ ضرور ارسال فرمایا کریں۔
عبدالرشید بھٹی، جنرل سیکرٹری ——— جرمنی

مقالہ خصوصی
م۔ا۔د

فرقہ وارانہ عصبیت کے زہر کا حقیقی علاج

پاکستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی نے آجکل جو بھیانک صورت اختیار کر لی ہے اس سے دردمند پاکستانیوں کو مملکت کا وجود ہی خطرہ میں پڑتا دکھائی دے رہا ہے۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور اپنی ایک حالیہ اشاعت کے ادارتی کالموں میں اس صورت حال پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے "فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی ضرورت" کے زیر عنوان رقم طراز ہے۔

> "بدقسمتی سے پاکستان میں فرقہ وارانہ اختلافات کی ہوا چل رہی ہے۔ صدر ضیاء الحق مرحوم نے "اپنا مسلک چھوڑو نہیں اور کسی کا مسلک چھیڑو نہیں" کی پالیسی نافذ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن حکومت کے نیم دلانہ (بلکہ سراسر مخالفانہ۔ ناقل) اقدامات کے باعث یہ پالیسی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وطن عزیز میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر سیاسی پارٹیاں معرضِ وجود میں آگئی ہیں جنہوں نے اپنی بغل بچہ طلباء تنظیموں کے ذریعہ فرقہ واریت کا زہر تعلیمی اداروں میں بھی پھیلا دیا ہے۔ اب فرقہ وارانہ محاذ آرائی اس قدر فروغ پا چکی ہے کہ اگر اس کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو خدانخواستہ پاکستان کی سلامتی خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔"
>
> (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۲)

یہ تو الگ بات ہے کہ ایک فوجی آمر کی حیثیت سے جنرل ضیاء الحق کا یہ قول کہ "اپنا مسلک چھوڑو نہیں اور کسی کا مسلک چھیڑو نہیں" محض ایک دکھاوا تھا ورنہ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے فرقہ وارانہ عصبیت کو جتنی انہوں نے ہوا دی کسی اور نے نہیں دی۔ انہوں نے مذہبی جماعتوں کو مختلف بہانوں سے زکوٰۃ فنڈ میں سے بڑی بڑی رقوم دے کر انہیں ایک دوسرے کے خلاف خوب اکسایا اور اس طرح ان کی وساطت سے قوم کو اور ہی دھندوں میں الجھائے رکھا۔ اپنے اسی قسم کے ہتھکنڈوں سے وہ مسلسل گیارہ سال تک قوم و ملک پر ایک فوجی آمر کی حیثیت سے مسلط رہے۔ قوم اب اُنہی کی بوئی ہوئی فصل کاٹ رہی ہے۔ بہر حال یہ فرقہ وارانہ عصبیت کا زہر جس بُری طرح قوم کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اُس کا علاج نوائے وقت نے یہ تجویز کیا ہے اُس فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی طرف واپس لوٹا جائے جسے قائم کر کے قائداعظم نے پاکستان کا حصول ممکن کر دکھایا تھا۔ چنانچہ اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے وہ رقمطراز ہے۔

> "پاکستان کا قیام غیر فرقہ وارانہ بنیادوں پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور قائداعظم نے فرقہ وارانہ امتیازات سے قطع نظر تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ہی پاکستان کا قیام ممکن بنایا تھا اسی لئے پاکستان کی بقاء اور استحکام بھی فرقہ وارانہ ہم آہنگی سے ممکن ہے۔" (ایضاً)

"نوائے وقت" کی یہ بات سولہ آنے درست ہے کہ حصول پاکستان کی طرح پاکستان کی بقاء اور اس کا استحکام بھی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے ساتھ وابستہ ہے یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اگر قائداعظم مسلمانان برصغیر میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کر کے انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ کر دکھاتے تو پاکستان کا معرض وجود میں آنا کبھی ممکن نہ ہوتا۔ غور طلب امر یہ ہے کہ قائداعظم نے یہ کارنامہ کیسے سر انجام دیا۔ قائداعظم بہت بیدار مغز عظیم سیاسی لیڈر تھے۔ انہوں نے بے شمار فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو باہم متحد کرنے کے لئے ایک محکم اصول کو اپنایا اور اس پر سختی سے قائم رہے اور وہ اصول یہ تھا اور ہے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا اور کہتا ہے وہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اس کے سیاسی پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے۔ آپ اس بحث میں ہی نہیں پڑے کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں ہے بلکہ اس سارے قضیہ کا دو ٹوک فیصلہ یہ فرمایا کہ اس کا فیصلہ کرنا ہر شخص کا اپنا کام ہے کہ وہ خود مسلمان ہے یا نہیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے تو آئے اور مسلم لیگ میں شامل ہو جائے۔ مولویوں نے جو مطالبۂ پاکستان کے شدید مخالف تھے آپ کو اس بنیادی اصل سے ہٹانے کی بہت کوشش کی لیکن آپ اپنے موقف پر سختی سے قائم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرقہ وارانہ مناقشات کالعدم ہو کر رہ گئے اور اس طرح مسلمان آپ کی قیادت میں متحد ہو کر بنیان مرصوص بنے بغیر نہ رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ قائداعظم کی وفات کے بعد اس اتحاد میں رخنہ اُس وقت پڑا جب مولویوں نے کفرسازی کے پُرانے مشغلہ کو اپنا کر پھر ایک دوسرے کو کافر کہنا شروع کیا اور اس طرح قائداعظم کے قائم کردہ سیاسی اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ جب تک قائداعظم کے اختیار کردہ اس اصول کو پھر سے نہیں اپنایا جائے گا اور کفرسازی کا خود ساختہ اختیار مولویوں اور حکومت (قانون ساز اسمبلی) سے واپس نہیں لیا جائے گا اور اس اختیار کے اثرات کو مٹایا نہیں جائے گا اُس وقت تک قوم سیاسی اعتبار سے دوبارہ بنیان مرصوص کی شکل اختیار نہیں کرے گی۔

یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ مرض کی اصل تشخیص کے بغیر صحیح علاج کبھی ممکن نہیں ہوا کرتا۔ فرقہ وارانہ عصبیت کے مہلک مرض کی تشخیص کر کے قائداعظم اس کا علاج پہلے ہی تجویز کر چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مجرب نسخہ کو استعمال کر کے قومی صحت کی بحالی کو یقینی بنایا جائے۔ فلاح کی یہی ایک راہ ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں

روزنامہ "پاکستان" میں شائع ہونے والی جھوٹی خبر کی

پُرزور تردید

جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ "پاکستان" لاہور

آپ نے اپنے اخبار کے شمارہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں اپنے نامہ نگار چنیوٹ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف سراسر بے بنیاد اور سرتاپا جھوٹی خبر اس جلی سرخی کے ساتھ شائع کی ہے۔

قادیانی جماعت نے مرزا طاہر احمد کیخلاف بغاوت کردی

اس سراسر من گھڑت اور فرضی خبر کو قابل اعتماد ظاہر کرنیکی غرض سے اس میں جماعت احمدیہ کے کچھ افراد کے نام بھی درج کئے گئے ہیں جنمیں خاکسار کے نام کا نمایاں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے خاکسار سمیت بعض دیگر افراد کو جماعت احمدیہ کی بنیادی رکنیت سے خارج کر دیا ہے۔

مجھے نہایت افسوس کیساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ آپکی یہ خبر از اوّل تا آخر جھوٹ پر مبنی ہے۔ یہ خبر حق و صداقت کے اعلیٰ اسلامی معیار تو درکنار صحافت کے عام تقاضوں کو بھی پورا نہیں کرتی۔ اس خبر میں من گھڑت کو سچ کے طور پر پیش کر کے حق و صداقت کا بھی بڑی دیدہ دلیری سے خون کیا گیا ہے۔ آپنے جماعت احمدیہ کیخلاف نفرت پھیلانے کیغرض سے جھوٹ کی غلاظت کو خبر کا نام دیکر اسے بلا تحقیق شائع کر دیا ہے۔ اسطرح آپ اس نام نہاد خبر میں مندرج افراد کے علاوہ دیگر لاکھوں احمدیوں کے دل مجروح کرنیکا موجب ہوئے ہیں۔

جہاں آپ نے بلا تحقیق یہ جھوٹی شائع کی ہے وہاں اب آپ پر یہ اخلاقی فرض عائد ہوتا ہے کہ سو فیصد سچ پر مبنی میری اس تحریر کو بھی شائع کریں۔

خاکسار کے بارہ میں آپکے نامہ نگار نے جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور ظلم پر مبنی ہے۔ اس مذعومہ خبر کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ تو خاکسار کو جماعت کی بنیادی رکنیت سے خارج کیا گیا ہے اور نہ ہی خدمت سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ خاکسار پر احکام ماننے سے انکار کا الزام نامہ نگار کا ایک بہتان عظیم ہے۔

خاکسار علیٰ وجہ البصیرت زمین و آسمان کے خالق و مالک خدا تعالیٰ کو گواہ رکھ کر یہ بیان کرتا ہے کہ خاکسار اپنے آقا و امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا صدقِ دل سے مطیع اور فرمانبردار ہے اور ان کی نافرمانی کو اپنی روحانی موت متصوّر کرتا ہے۔ اور آپ کی بابرکت قیادت میں دین کی خدمت کے ہر موقع کو اپنے لئے سعادتِ دارین اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام سمجھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہے کہ رب کریم اس عاجز کو دم آخرین تک اس نعمت سے بہرہ ور رکھے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دیکر تحدید خداوندی لعنت اللہ علے الکاذبین سے اپنے آپ کو بچائیں گے۔

والسلام
خاکسار
مسعود احمد جہلمی

دیکھ لو پھر سے تم آسمانی نشاں
قافلے پھر چلے جانبِ قادیاں
رونقیں اس کی دیکھے گا سارا جہاں
وہاں ہوں گے خلیفہ مسیح الزماں

ہائے یہ دوریاں میری مجبوریاں
مجھ کو تڑپا رہی ہیں کروں کیا بیاں
وردِ کلمہ میری کر رہی ہے زباں
آتے جاتے رہیں ہم سوئے قادیاں

جن کو مذہبی آزادی نہیں ہے وہاں
جو واہگہ سے آئے ہو سُن لو اذاں

معصوموں کو دیتے رہے گالیاں
مارے پتھر بجاتے رہے تالیاں
ایسے ظالم زمانے میں ہوں گے کہاں
ان کے جھوٹ اور فریب ہو چکے ہیں عیاں
آج رونق لگی ہوئی ہے یہاں
ہم میں موجود پوتا مسیح الزماں

کر دے یارب میری مشکلوں کو آساں
ہائے یہ دوریاں میری مجبوریاں
دیکھ لو پھر سے تم آسمانی نشاں
قافلے پھر چلے جانبِ قادیاں

وسیم چوہدری

پاکستان میں ایک احمدی کی

قبر کشائی کا دلگداز منظر

مکرم رشید احمد چوہدری ، لندن

مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۱ء کو چک نمبر ۷/R ۱۸۴ کا ایک ۲۵ سالہ احمدی نوجوان مبشر احمد ابن چوہدری بشیر احمد صاحب چٹھہ ٹریفک کے ایک حادثہ میں وفات پاگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

یہ موت نہ صرف احمدی خاندان کے لئے بلکہ سارے گاؤں کے لئے صدمہ کا باعث بنی اور تمام اہل دیہہ نے احمدی خاندان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔ جب تدفین کا مرحلہ آیا تو باہمی فیصلہ کر کے مرحوم کو گاؤں کے باہر غیر آباد رقبہ جو بملکیت سرکار ہے یکم اگست ۱۹۹۱ء کو دفن کر دیا۔ گاؤں کے تمام معززین نہ صرف اہل سنت والجماعت کے افراد بلکہ اہل حدیث اور شیعہ حضرات نے بھی قبر کی تیاری اور کفن دفن میں بھرپور حصہ لیا اور حسبِ دستور سوگوار خاندان کے افراد کو تین دن تک کھانا پہنچاتے رہے۔

مگر گاؤں میں دو تین خبیث باطن افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے اس موقعہ پر شیطان کا رول ادا کیا۔ وہ فوراً فورٹ عباس اور بہاولنگر شہر پہنچے اور مجلس ختم نبوت کے مولوی محمد اسمٰعیل اور مولوی قدرت اللہ سے ملے اور ان سے کہا کہ وہ مبشر احمد کی قبر اکھاڑنے کی مہم میں شامل ہوں۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان مولوی صاحبان نے ۲۲ اگست ۱۹۹۱ء کو اسسٹنٹ کمشنر فورٹ عباس صوفی غلام مصطفٰے کو مبشر احمد کی قبر کشائی کی درخواست دے دی اور درخواست میں جھوٹ لکھا کہ مبشر احمد مرحوم کو "مسلمانوں کے قبرستان" میں دفن کیا گیا ہے۔ حالانکہ تدفین غیر آباد رقبہ جو بملکیت سرکار تھا میں عمل میں آئی تھی۔ اسسٹنٹ کمشنر نے بلاتحقیق ڈپٹی کمشنر ضلع بہاولنگر کو بذریعہ خط نمبر AC/F/۱۳۴۲ محررہ ۲۳ اگست ۱۹۹۱ء، پُرزور سفارش کر دی کہ قبر کشائی کی جانی ضروری ہے۔ چنانچہ مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۹۱ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر نمبر ۴۳۴۱ / J قبر کشائی کا حکم جاری کر دیا اور حکم میں لکھا کہ

"چونکہ قادیانیوں کو آئین ملک کی رُو سے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اس لئے قادیانی مُردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناپسندیدہ امر ہے۔ درخواست دہندہ کا مطالبہ جائز ہے اس لئے میں مبشر احمد قادیانی کی قبر کشائی کا حکم جاری کرتا ہوں نعش کو قادیانیوں کے قبرستان یا کسی اور جگہ جہاں اس کے ورثاء دفن کرنا چاہیں دفن کر دیا جائے۔"

گاؤں کے لوگوں کو جب اس حکمنامہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ۶ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ایک تحریری درخواست کے ذریعہ جس پر ۳۳ شرفاء نے دستخط کئے سب ڈویژنل مجسٹریٹ فورٹ عباس کی خدمت میں دی اور اس میں لکھا کہ

- ہم سب افراد نے جن کا تعلق اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث سے ہے باہمی فیصلہ کے ساتھ مبشر احمد کو مربع نمبر ۳۸ کیلہ نمبر ۱۹ جو رقبہ ملکیت سرکار ہے میں دفن کیا ہے۔
- ہم اہالیان چک نمبر ۷/R ۱۸۴ کو مبشر احمد کی موجودہ جگہ پر قبر پر کوئی اعتراض نہیں۔
- متوفی کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں واقع نہیں ہے۔
- یہ معاملہ ہمارے گاؤں کا معاملہ ہے جس میں بیرونی عنصر کو مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔
- ایک تو ہمارے چک کا مخلص نوجوان حادثہ میں ہلاک ہو گیا اور دوسرے اس کے لواحقین کے ساتھ یہ زیادتی کہ قبر کشائی کی جائے۔ ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔

اس درخواست کے ساتھ گاؤں کے متعدد لوگ سب ڈویژنل مجسٹریٹ فورٹ عباس کے پاس پہنچے اور اس کی قبر کشائی کے احکام واپس لینے کے لئے کہا۔ چنانچہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے سفارش کرتے ہوئے لکھا۔

- گاؤں کے ۵۰ تا ۶۰ فیصد لوگوں نے جو علاقہ کے ایم پی اے کے ساتھ آئے تھے میرے رُوبرو بیان دیا ہے کہ انہیں مبشر احمد قادیانی کی قبر پر کوئی اعتراض نہیں ہے میرے خیال میں ان کے دلائل میں وزن ہے اس لئے کہ
- مبشر احمد کی قبر مسلمانوں کے قبرستان سے باہر غیر آباد سرکاری رقبہ میں واقع ہے۔
- جن اشخاص نے قبر کشائی کی درخواست دی ہے وہ غیر متعلقہ ہیں علاقہ کے مکین بھی نہیں بلکہ FANATIC ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں نعش کو اسی قبر میں رہنے دیا جائے جہاں قدرت نیز علاقہ کے مکینوں نے اسے دفن کیا ہے

چنانچہ اس درخواست پر ملک محمد فیروز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولنگر نے ۹ ستمبر کو زیر نمبر ۴۴۴۵/J مندرجہ ذیل وجوہات کے پیش نظر قبر کشائی کے احکامات واپس لے لئے۔

- مسلمانوں کی لوکل آبادی نعش اکھاڑے جانے کے خلاف ہے۔
- قبر کشائی کی درخواست غیر متعلقہ افراد کی طرف سے دی گئی ہے۔
- قادیانیوں کے لئے علاقہ میں علیحدہ قبرستان موجود نہیں۔
- محکمہ ریونیو کے ریکارڈ کے مطابق مبشر احمد کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں واقع نہیں ہے۔

اسی ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ جس طرح آجکل کے علماء نے جھوٹ کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اسی طرح پاکستانی اخبارات بھی جھوٹ کو فروغ دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے چنانچہ اخبار جنگ لاہور حقائق کو مسخ کر کے

مندرجہ ذیل خبر شائع کرتا ہے۔

"مبشر احمد قادیانی کے ورثاء نے اپنے قادیانی قبرستان کی بجائے اسے چک نمبر ۱۸۴/۷R میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا تھا جس پر اہالیان چک کے علاوہ دیگر علاقہ کے مسلمانوں نے احتجاج کیا"

(جنگ لاہور ۷ اکتوبر صفحہ نمبر ۲)

ان جھوٹوں کا سہارا لے کر ختم نبوت کے مولویوں نے ایک بار پھر اودھم مچایا اور پانچ چھ دیگر افراد کو ملا کر ایک کونسلر سے درخواست لکھوائی اور ڈپٹی کمشنر بہاولنگر پر دباؤ ڈالا کہ قبر کشائی ضروری ہے وگرنہ علاقہ کا امن تہس نہس ہو جائے گا۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر / ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر نمبر ۴۵۳۹/ج مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ایک بار پھر قبر کشائی کے احکامات جاری کر دیئے اس مرحلہ پر گاؤں کے بعض معززین نے معاملہ کو سلجھانے کے لئے تجویز دی کہ ایک صلحنامہ تحریر کیا جائے اور فریقین کے دستخطوں کے ساتھ حکام بالا تک پہنچایا جائے چنانچہ اسی دن ایک صلحنامہ تیار ہوا جس پر گاؤں کے نمبردار، ضلع کونسل کے ایک ممبر اور دو کونسلر صاحبان نے بھی دستخط کئے اور لکھا کہ چونکہ اب فریقین میں صلح ہو چکی ہے اور گاؤں کے چھ افراد اس حق میں تھے کہ قبر کشائی ضروری ہے وہ بھی اب راضی ہیں کہ قبر کشائی نہ کی جائے اس لئے قبر کشائی کا کوئی جواز نہیں لہذا یہ حکم واپس لیا جاوے۔ جب یہ درخواست اسسٹنٹ کمشنر فورٹ عباس کے پاس پہنچی تو اس نے اس کی سفارش نہ کی اور معززین کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ "مولوی حضرات شور کر رہے ہیں۔ میں یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا"۔

اس کا یہ جواب سن کر گاؤں کے معززین نے ڈپٹی کمشنر سے درخواست کی مگر وہ بھی مولویوں کی ہٹ دھرمی سے گھبرا گئے اور کہا "مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولویوں کو کون سمجھائے۔ وہ نہیں مانتے میں مجبور ہوں"۔

اس طرح احمدیوں پر ظلم کی داستان پھر دہرائی گئی اور پولیس ایک دفعہ پھر ایک احمدی کی قبر کشائی کے لئے پہنچ گئی۔ ڈی ایس پی پولیس نے گاؤں کے لوگوں پر زور دیا کہ قبر کھودی جائے مگر کوئی شخص بھی اس مکروہ فعل پر راضی نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر پولیس کا ایک سپاہی ایک چوکیدار کو پکڑ کر لے آیا اور حکم دیا کہ قبر کھودنی شروع کرو مگر اس نے جواب دیا "تم مجھے گولی سے اڑا دو مگر میں یہ کام ہرگز نہیں کر سکتا"۔

اس طرح پولیس رات ۸½ بجے تھانہ کھچی والا سے چار زیر حراست ملزمان کو لے آئی اور ان سے قبر کھدوائی گئی اس طرح مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات رات ۹½ بجے انتظامیہ نے مبشر احمد مرحوم کی قبر کشائی کی اور نعش کو قبر سے نکال دیا۔ اس طرح مبشر احمد کے ورثاء کو ایک دفعہ پھر دردناک منظر سے دوچار ہونا پڑا۔

مکرم نذیر احمد خادم حضور اقدس کی خدمت میں اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہم سب افراد جماعت و مبشر احمد کے خاندان کے افراد اللہ تعالیٰ کی رضا اور مظلومیت کی اس حالت پر راضی ہیں۔ مبشر احمد کی تدفین دوبارہ اسی رات سوا دس بجے دوسری جگہ کر دی گئی ہے"۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کے یہ ننگ انسانیت مولوی صاحبان کب تک لوگوں کے جذبات سے کھیلتے رہیں گے اور کب قوم کو ان اسلام دشمن علماء سوء سے نجات ملے گی

آجا کہ ترے گھر نے تجھے یاد کیا ہے

ذرّے تھے بنا ڈالا ہمیں مہر نما ہے
ہم خاک تھے ہمدوشِ فلک تُو نے کیا ہے
اپنے لئے تو اک یہی اعزاز بڑا ہے
خود تُو نے اسیرانِ رہِ مولیٰ کہا ہے
زندہ ہی نہیں اب ہوئے تابندہ بھی ہم لوگ
جب سے ترا اشکوں بھرا پیغام سنا ہے
سرمایۂ جاں ہے یہ ہمارے لئے جاناں
جو کرب ترے دل میں ہے، جو لب پہ دُعا ہے
ساجن ہمیں کیا چاندنی راتوں سے ہے لینا
کہ تیرا تصوّر ہی ہمیں ماہِ لقا ہے
جو ہم نے تری بزمِ تلطّف سے ہے پایا
دُنیا میں تپاک ایسا بھلا کس کو مِلا ہے
خوشبو جو قفس میں کبھی در آئی تو ہم کو
شانوں پہ ترا ہاتھ بھی محسوس ہوا ہے
پیارے ابھی ہمّت تو ہماری نہیں سوئی
ہم جاگیں گے تُو کاہے کو یوں جاگ رہا ہے
زخموں کو سجا لینا ہی زینت ہے ہماری
یہ رسمِ وضع داری ہے، دستورِ وفا ہے
ہم کرب و بَلا سے کہاں گھبراتے ہیں پیارے
پابندِ سلاسل سہی دل غم سے رہا ہے
اس بات پہ لیکن کبھی دل دُکھتا ہے پریتم
تجھ کو غمِ حالات نے بن باس دیا ہے
دیکھیں دَر و دیوار کے سنّاٹے کہاں تک
آ جا کہ ترے گھر نے تجھے یاد کیا ہے

پاکستان میں مذہبی منافرت اور گروہ بندیاں کیوں؟

محمد حنیف رامے

اس مذہبی منافرت یا فرقہ واریت کے پیچھے بہت سے عوامل ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے تو خود اسلام کے بارے میں ہمارے بعض خیالات ایسے ہیں جو بجائے اس کے کہ اسلام کو ایسی قوت کے طور پر پیش کیا جاتا جو نہ صرف مسلمانوں کے درمیان وحدت کا باعث ہوتی بلکہ ساری انسانیت کیلئے وحدت کا باعث ہوتی۔ وہ الٹا ایک منافرت کا باعث بن گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی بات جو اسلام کے بارے میں یاد رکھنی چاہیئے۔ جس سے یہ سارا مسئلہ ایک تناظر میں آسکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام اس اللہ کا دیا ہوا دین ہے۔ جو صرف مسلمانوں کا رب نہیں ہے بلکہ رب العالمین ہے۔ اور جو اسلام کے نبیؐ ہیں وہ صرف مسلمانوں ہی کے نبیؐ نہیں ہیں۔ وہ رحمت العالمین ہیں۔ اور جو کتاب مسلمانوں کی ہے وہ بھی صرف مسلمانوں کیلئے نہیں وہ ذکر العالمین ہے۔ وہ سارے جہانوں اور ساری قوموں کیلئے ہے اگر اس میں مسلمانوں کا یہ رویہ ہو جائے کہ اسی اللہ اور اسی رسولؐ اور اسی قرآن کے حوالے سے وہ آپس میں الجھنے لگ جائیں تو انہوں نے ساری قوموں کو خدا اور رسولؐ اور اس قرآن پر کیا اکٹھا کرنا ہے؟ اگر مسلمانوں کو یہ یاد رہے کہ ہمارا مشن تو سارے زمانے کے انسانوں کو اس اللہ اور اس نبیؐ اور اس کتاب پر جمع کرنا ہے۔ جو ہمیں ملا ہے تو ظاہر ہے وہ آپس کی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے نکلنا شروع ہوں گے۔ اگر ایک بڑی منزل ان کے سامنے رکھی جائے گی تو وہ چھوٹی چھوٹی گروہ بندیوں میں جکڑے رہنے کی بجائے ان کا تناظر وسیع ہو گا ان کی نظر میں وسعت آئے گی ان کے دل میں وسعت آئے گی۔ ایک تو اسلام کے سلسلے میں یہ بات ہمیں سامنے لانی چاہیئے۔ علما کرام کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اسلام کا یہ عالمگیر پہلو لوگوں کے سامنے لائیں تاکہ ان کے دلوں کے اندر جو بغض پیدا ہو گیا ہے وہ نکلے اور کشادہ دلی آئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام ایک دین ہے۔ اس دین کے دائرے میں مذاہب کی گنجائش ہے اور علما اور فقہا نے تو اسلام کے فرقوں کو مذاہب اسلامیہ کا نام دیا ہے۔ اس دین کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے یہ سارے مذاہب اپنے اپنے طور پر اپنی اپنی فقہہ کو مانتے ہوئے یہ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ زندہ رہ سکتے ہیں اور زندہ رہے ہیں۔ خود ہمارے ملک کے اندر ہمیشہ یہ فضا نہیں رہی بلکہ ایسا ہوا ہے۔ کہ شیعہ حضرات نے سنیوں کے ساتھ سنیوں نے شیعہ حضرات کے ساتھ مل جل کے ہزارہا سال گزارے ہیں۔ اور اب بھی گزارے جاسکتے ہیں۔ میں اپنے خاندان کی مثال دیتا ہوں۔ میں سنی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد محترم کا نام غلام حسین تھا۔ میرے چچا کا غلام علی۔ دوسرے کا برکت علی تیسرے کا نام غلام عباس۔ میری ایک پھوپھی کا نام غلام فاطمہ۔ دوسری کا نام غلام زینب۔ یہ ماحول ہے لاہور کے مکینوں کا جن میں کہ اتنی قربت ہے مجھے یاد ہے محرم کے موقعوں پر سنی لوگ باقاعدہ سبیلیں لگاتے تھے۔ باقاعدہ اس میں حصہ دار ہوتے تھے عزاداری کرتے۔ لیکن اب یہ اچانک کیا ہو گیا کہ ہم ایک دوسرے کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ پھر وہی بات آگئی۔ کہ ہم نے جس اسلام کو ایک دوسرے کے سامنے یا اپنے سامنے رکھا ہے وہ سچا اسلام نہیں۔ اسلام تو وہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ "اسداو علی الکفار رحمابین کم۔ کافر جو اللہ کو نہیں مانتے ان کی سخت گیری کرو اور آپس میں رحمت کا رویہ رکھو۔ اور ہم ہیں کافروں کی غلامی کرتے ہیں ان کے سامنے جھکے جارہے ہیں۔ وہ لیڈی ڈیانا ہو جارج بش ہو۔ ان کے سامنے تو ہم دنیا بھر کی نرمی اور اخلاق کا نمونہ بن کر سامنے آنا چاہتے ہیں اور جیسے ہی کوئی مسلمان ہمارے سامنے آتا ہے۔ ہم اشداہو جاتے ہیں۔ یہ کہاں کا اسلام ہے؟ کیا شاید یہ وہی اسلام ہے جو آج ہماری مسجدوں میں ہمارے علما اور ہماری امام بارگاہوں میں ہمارے فقہا پیش کر رہے ہیں۔ ورنہ اگر انہوں نے اس اسلام کی تعلیم اپنے پیروکاروں کو دی ہوئی ہوتی۔ تو یہ کیفیت پیدا نہ ہوتی یہ دوسرا پہلو ہے اس معاملے کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اسلام کے اندر ایک بہت بڑا دائرہ ہے جہاں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ وہ دائرہ ایسا ہے جہاں ایک سنی بھی مسلمان اور ایک شیعہ بھی مسلمان ہے ایک وہابی بھی مسلمان ہے۔ ایک دیوبندی بھی مسلمان ہے ایک بریلوی بھی مسلمان ہے ہم سب مسلمان ہیں۔ وہ کون سا دائرہ ہے یہ وہی بنیادی دائرہ ہے جو لوگوں کو مسلمان بناتا ہے۔ اور وہ غیر اختلافی ہے۔ اس کو کیوں ہم زیادہ زور سے پیش نہیں کرتے۔ ہم صرف اختلافی پہلو کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ اس مشترکہ اسلام کو کیوں پیش نہیں کرتے اور وہ مشترکہ اسلام کون سا ہے میں سب علما کرام کی توجہ پھر اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ وہ اسلام وہ ہے جو نبی کریمؐ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آپؐ کے منہ مبارک سے قرآن کے الفاظ میں یہ اعلان کروادیا۔ الیوم اکملت لکم لاکم دین کم۔ آج کے دن تمہارا دین مکمل کر دیا گیا۔ اگر دین وہی ہے جو نبی کریمؐ پر ان کی زندگی میں مکمل کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد بھی ہم دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہتے ہیں کہ جب تک یہ نہ مانا جائے دین مکمل نہیں ہوتا یا ہم خدا کی بات جھٹلا رہے ہیں۔ یا ہم خود جھوٹ بول رہے ہیں۔ دین اگر اس دن مکمل ہو گیا تھا جس دن قرآن نے کہا اور اس دن ابھی نبی کریمؐ زندہ تھے اور وہ۔ وہ دن تھا کہ ابھی خلافت پیدا نہیں ہوئی تھی اور وہ۔ وہ دن تھا جب ابھی امامت اور خلافت کے جھگڑے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ وہ دن ہے کہ ابھی کسی جگہ بھی کسی شخص نے کسی اور شخص کی بیعت نہیں کی تھی۔ کوئی بیعت کا جھگڑا کوئی خلافت کا کوئی امامت کا۔ کوئی فقہ کا کوئی فقہ نہیں بنی تھی۔ امام ابو حنیفہؒ امام حنبلؒ۔ شافعی۔ مالک سب بعد میں پیدا ہوئے تھے یہ آج کے ہمارے بڑے بڑے لوگ جن کے ماننے والے سمجھتے ہیں کہ اگر ان کو نہ مانا گیا تو جیسے ہم مسلمان ہی نہیں ہیں۔ کوئی جماعت اسلامی کا پیروکار سمجھتا ہے اگر مودودی صاحب کی بات نہ مانی گئی تو پھر کہاں کا اسلام ہے۔ کوئی دوسرے لوگوں کو ماننے والے کہتے ہیں احمد رضا کی بات کو نہ مانا گیا تو یہ کہاں کا اسلام ہے۔ صاحب۔ احمد رضا صاحب یا مولانا مودودی صاحب یا کوئی موسوی صاحب یا کوئی حسینی صاحب یہ سب لوگ چھوڑیئے۔ ان کے بھی جو بڑے بزرگ تھے۔ وہ بھی ابھی مسندِ اقتدار پر نہیں آئے تھے۔ اور اسلام کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرار دے دیا تھا۔ اگر اسلام اس دن مکمل ہو گیا تھا۔ تو اس اسلام کو کیوں سامنے نہیں رکھا جاتا اور اس مشترکہ اسلام کو ساتھ لے کر ہم بھائیوں ۔ بہنوں کی طرح کیوں نہیں جی سکتے؟ چوتھی بات اس سلسلے میں یہ ہے۔ کہ جناب یہ کوئی ضروری ہے کہ میں اگر سنی ہوں تو میں صحابہ کرام کی مدح تو کم کروں۔ اور اماموں کے خلاف بدزبانی کروں۔ اور اگر میں شیعہ ہوں تو اماموں کی مدح تو کم کروں اور صحابہؓ کرام کو گالیاں دینے میں زور زیادہ لگاؤں۔ یہ کہاں کا دین ہے؟ اگر آپ کسی کو مانتے ہیں۔ اگر آپ حضرت علیؑ کو مانتے ہیں فرض کیجئے کہ بہت بزرگ تھے۔ بہت عالم تھے۔ اور شیرِ خدا تھے۔ اور شہر علم کا دروازہ تھے۔ ہم مانتے ہیں۔ آپ بھی مانتے ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ آپ ان کی تعریف کریں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ان کو بڑا کرنے کیلئے حضرت عمرؓ کو چھوٹا کیا جائے۔ اور اگر ہم حضرت عمرؓ کو بہت بڑا ایڈمنسٹریٹر مانتے ہیں بہت بڑا جانشین نبیؐ مانتے ہیں۔ بہت بڑا خلیفہ مانتے ہیں۔ بہت بڑا انسان مانتے ہیں تو کیا اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم یہ بات تو بھول جائیں کہ ان کی خوبیاں کیا تھیں۔ خامیاں کیا تھیں۔ اور خواہ مخواہ ان لوگوں کو جو ان کے نہیں ماننے والے ان کے بزرگوں کو برا کہیں۔ یہ منفی روش ہے۔

میرے خیال میں یہ چند بنیادی پہلو ہیں جن کو اگر ہم پیش نظر رکھیں۔ تو یہ مسائل جو مسجدوں میں اور امام بارگاہوں میں ہم نے غلط طریقے سے پیدا کر کے نفرت کا باعث بنا دیا ہے اسلام کو اور مذاہب کو۔ اس کو ہم اصلاح کی جانب لے جاسکتے ہیں۔ لیکن اس مسئلے کا ایک سیاسی اور بین الاقوامی پہلو بھی ہے۔ پاکستان کو پہلے ہی اللہ کے فضل سے تفریقات۔ تقسیمات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ امیر غریب کی تفریق ہے۔ صوبوں کی تفریق ہے۔ علاقائی تفریقیں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی سندھی ہے۔ کوئی پنجابی ہے۔ پھر لسانی تفریقات ہیں ماشاءاللہ لسانی حوالے سے تنظیمیں بن گئی ہیں۔ جو مافیا تک کا کردار ادا کر رہی ہیں آج کل۔ اس میں ہم نے فرقہ واریت کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ اور ہم نے تو اس کو جس حد تک کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اس میں ہم سب کی آنکھیں اس حقیقت پر کھل جانی چاہئیں کہ اس میں کچھ ایسی غیر ملکی قوتیں بھی شامل ہیں۔ جو پاکستانی قوم کو ایک قوم نہیں بننے دینا چاہتی۔ ہم ایک ملک بن گئے لیکن بدقسمتی سے ابھی تک صحیح معنوں میں ایک قوم نہیں بن سکے۔ کوئی برادریوں کی تقسیم میں ہے۔ علاقوں کی تقسیم میں زبانوں کی تقسیم میں اوپر سے فرقوں کی تقسیم آگئی۔ اب اس سلسلے میں ہر وہ ملک جو پاکستان کو متحد اور مضبوط نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ مختلف علاقوں فرقوں میں اپنے ایسے ایجنٹ تلاش کر لیتا ہے جو اللہ کے کرم سے خاصی تعداد میں بک جانے کیلئے موجود ہیں۔ میں کسی بھی فرقے وارانہ تنظیم یا کسی بھی فرقے کی لیڈر شپ پر الزام نہیں لگا رہا۔ لیکن بدقسمتی سے ہر علاقے میں ہر برادری میں ہر فرقے میں ہر گروہ میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو قومے فروفتند وچہ ارزاں فروختند کے اصول کے پابند ہوتے ہیں۔ اور قوموں کو بھی سستے داموں بیچ دیتے ہیں۔ تو اس طرح کی صورت حال بھی موجود ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ بھارت جو پاکستان کو ایک قوم نہیں دیکھنا چاہتا۔ پاکستان کو متحد اور مضبوط نہیں دیکھنا چاہتا کہیں ایسا تو نہیں جہاں تشدد اور تخریب کاری کی مہمات کیلئے اپنے ایجنٹ بھیجتا ہے۔ وہاں فرقہ واریت پھیلانے کیلئے اپنے دلال تو نہیں بھیج رہا؟ ہمیں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ بین الاقوامی قوتیں جو ایران اور پاکستان کے بڑھتے ہوئے روابط کو شک کی نظر سے دیکھتی ہیں اور اپنے مقاصد کے خلاف دیکھتی ہیں اور کہیں آج فضل حق کے قتل۔ عارف الحسینی کی شہادت کے واقعات ہیں۔ ان میں کہیں ان کے مفادات تو نہیں۔ کہیں ہم ان کے ہاتھوں میں تو نہیں کھیل رہے؟ کہ اس طریقے سے ہمارے اس علاقے میں اس خطے میں جو ایک قابل اعتماد دوست پاکستان کو چین کے علاوہ میسر ہے۔ اس کی دوستی سے محروم ہو جائے۔ جب ہم یہ باتیں سوچیں گے۔ ان پہلوؤں پر نظر کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فرقہ واریت کا عفریت یہ جن یہ بھوت جو ہمیں چمٹ رہا ہے اور جس کی وجہ سے ہماری صفوں کے اندر انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ ہم اس کی اصلاح کرنے کے قابل ہونگے۔ اور اس سلسلے میں آخر میں عوام سے کہتا ہوں میں شیعہ حضرات سے کہتا ہوں۔ میں سنی حضرات سے کہتا ہوں۔ جب وہ مسجدوں میں اور امام بارگاہوں میں اس طرح کی نفرتیں پھیلائے جانے کی باتیں سنیں تو کھڑے ہو جائیں اور احتجاج کریں اور کہیں کہ ہم مسلمانوں کے خلاف بات سننے کیلئے تیار نہیں۔ اگر وہ دوسرے فرقے کے لوگ اللہ کو مانتے ہیں نبی کریمؐ کو مانتے ہیں قرآن پاک کو مانتے ہیں۔ کسی شخص کو اختیار نہیں کہ انہیں کافر قرار دے۔ ساری دنیا کافروں سے بھری پڑی ہے۔ ظالم مولوی اور ظالم فقیہہ جو ہے۔ اس کو شرم نہیں آتی اس بات میں کہ وہ کافروں کو تو مسلمان بناتا نہیں اور اچھے بھلے مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ یہ کہاں کا اسلام ہے جو آج ہم نے اختیار کر لیا ہے؟ تو میں عوام سے توقع رکھتا ہوں۔ مطالبہ کرتا ہوں کہ مسجد میں اگر شیعہ بزرگوں کو گالی دی جارہی ہے تو وہ کھڑے ہوں اور اگر امام بارگاہوں میں سنی بزرگوں کو گالی دی جارہی ہے تو تب وہ کھڑے ہوں اور ان مولویوں کو ان علما کو جو منافرت پھیلاتے ہیں خود روکیں اس لئے کہ حکومت میں خود روکنے کی طاقت باقی نہیں

علامہ طالب حسین کرپالوی

علامہ طالب حسین کرپالوی۔ بسم اللہ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر اتفاق اور اتحاد کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ اتحاد اتفاق سے رہا جائے۔ پہلی وجہ تو ہے کہ جو بھی دشمن ہوتا ہے وہ اپنے دشمن کے اندر وہ اسباب تلاش کرتا ہے جن کے ذریعے سے وہاں تخریب کاری کی جاسکے۔ اس کیلئے جو مشہور عناصر ہیں وہ یہ ہے۔ رنگ، نسل، زبان اور عقائد کراچی میں چونکہ لسانی ماحول تھا انہوں نے زبان کے مسئلے کو ہوا دی۔ سندھ سرحد بلوچستان میں علیحدگی کو ہوا دی۔ بالعموم پورے ملک میں اور خصوصاً پنجاب میں انہوں نے دیکھا لسانی اور علیحدگی کی کوئی تحریک نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں عقائد کی بحث چلائی جائے جو کہ ہمارے مسلمانوں کی پرانی کمزوری ہے۔ متحدہ ہندوستان میں بھی طریقہ تھا کہ جہاں کہیں جھگڑا کرنا ہوتا ہندو مسلم کا شوشہ چھیڑ دیا جاتا۔ اور جہاں دیکھا مذہبی منافرت پھیلا دی۔ غیر مسلم ممالک بھی پوری دنیا میں مسلمانوں کو کمزور کرنے کیلئے جہاں کئی اور راستے اختیار کر رہے ہیں لہٰذا وہ عقائد کی بحث کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا غیر مسلم اور دشمن ممالک کو دو طرح کے راستے اختیار کرنا پڑے (ہم میں خلفشار پیدا کرنے کیلئے) ایک تو بکاؤ مال جو فروخت ہو جاتا ہے دوسرے معاشرے کے وہ مایوس اور محروم لوگ ہیں جو معاشی لحاظ سے اتنے کمزور ہیں کہ ان کے پاس کھانے پینے کیلئے پیسے بھی نہیں ہیں۔ وہ ایک ہزار روپے کو نعمت عظمیٰ جانتے ہیں۔ ان لوگوں کے سامنے لاکھوں روپے رکھ دیئے گئے۔ ان

باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں

قائداعظم کے نظریۂ پاکستان میں مذہب کُل نہیں محض جزتھا

جنرل ضیاء نے عدلیہ کو بدنام کرنے اور اس کا وقار گرانے کی ہر ممکن کوشش کی

وفاقی شرعی عدالت کے سابق چیئرمین جسٹس آفتاب حسین شیخ کی گفتگو

روزنامہ نوائے وقت کے ۱۸ / اکتوبر ۱۹۹۱ء کے جمعہ میگزین میں وفاقی شرعی عدالت کے سابق چیئرمین جناب جسٹس آفتاب حسین شیخ کی نمائندہ نوائے وقت مکرم ازہر منیر کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی روئداد شائع ہوئی ہے جس کے بعض حصے نوائے وقت کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین اخبار احمدیہ کئے جار ہے ہیں ——————(ادارہ)

○○ عدلیہ کے حوالے سے جنرل ضیاء کا عمومی رویہ کیا تھا؟

□□ جنرل ضیاء نے عدلیہ کو بدنام کرنے اور اس کا وقار گرانے کی ہر ممکن کوشش کی جس میں سے کچھ باتیں میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ دیکھئے کہ بھٹو کے مقدمہ میں عدالت نے جو فیصلہ دیا اس کے دفاع کے لئے اور رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے انہیں حقائق بتانے کے لئے کوئی کام نہ کیا گیا حالانکہ جنرل ضیاء سے بار بار کہا گیا کہ یہ ایک ضروری کام ہے لیکن انہوں نے جان بوجھ کر یہ کام نہ کیا تاکہ عوام میں اور بین الاقوامی سطح پر شکوک و شبہات پھیلتے رہیں اور عدلیہ کا کردار مشکوک ہو

○○ پاکستان میں اسلام کے مطابق قانون سازی کے سلسلے میں اب تک کیا پیشرفت ہو چکی ہے ؟

□□ سب سے پہلے تو خان لیاقت علی خان کے زمانے میں پارلیمنٹ نے ایک قرارداد منظور کی جسے قرارداد مقاصد کا نام دیا گیا۔ اس کے بعد 1956ء کا آئین ہے جس میں کہا گیا کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ جو قوانین اس وقت موجود ہیں ان کا جائزہ لے کر انہیں قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا اور اگر کوئی قانون اس کے خلاف ہے تو اسے بدل دیا جائے گا۔ یہ شق تمام آئینوں میں موجود رہی۔ 1962ء کے آئین میں اسلام کے حوالے سے ایک کونسل موجود تھی۔ پھر 1973ء کے آئین کے ذریعے اسلامک آئیڈیالوجی کونسل تشکیل دی گئی۔ اس کونسل نے اپنی سفارشات پیش کیں لیکن بدقسمتی سے کسی حکومت نے ان سفارشات پر عمل نہیں کیا۔ پھر ضیاء دور میں فیڈرل شریعت کورٹ بنائی گئی۔ اس عدالت نے 1984ء تک تمام مرکزی اور صوبائی قوانین کے بارے میں جو اس کے دائرہ اختیار میں تھے کا جائزہ مکمل کر لیا تھا اور اس سلسلے میں حکومت کو ہدایت کر دی گئی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس پر مکمل عمل در آمد نہیں کیا۔

○○ تو کیا اس قدر کام ہو چکا تھا کہ اگر اس پر عمل در آمد ہوتا تو قوانین کو اسلام کے ڈھانچے میں ڈھالا جا سکتا تھا؟

□□ ہم نے اس قدر کام کر دیا تھا کہ اگر اس کے مطابق عمل کیا جاتا تو یہ کام مشکل نہ تھا۔

○○ تو پھر یہ کام کیوں نہ ہو سکا؟

□□ جب ہم نے تمام قوانین کا جائزہ لے کر رپورٹ مکمل کر دی اور حکومت کو ہدایت کر دی تو اس کے بعد وہ اس پر عمل کرنے پر مجبور تھی لیکن بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس پر عمل در آمد ہونے سے پہلے ہی مختلف فرقوں کے مولویوں کے آپس میں جھگڑے شروع ہو گئے اور بجائے اس کے کہ حکومت پر زور دیا جاتا کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کرے یہ آوازیں آنے لگیں کہ قانون سازی فقہ حنفی کے مطابق ہونی چاہئے حالانکہ پاکستان کے تمام آئینوں میں یہ بات طے ہے کہ قانون سازی کسی ایک فقہ کے مطابق نہیں بلکہ قرآن و سنت کے مطابق ہو گی کیونکہ فقہ پر تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن قرآن و سنت میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر نظام اسلام اور اس کی تشریحات ہونے لگیں۔ اس طرح اصل معاملہ کی طرف سے توجہ ہٹ گئی۔

○○ جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو اس میں تو اختلاف نہیں لیکن سنت اور اس کی تعریف پر مختلف فرقوں کے درمیان اختلاف موجود ہے مثلاً شیعہ سنت میں رسول کریمؐ کے علاوہ آئمہ اطہار کے اقوال و افعال کو بھی شامل کرتے ہیں تو اس صورت میں سنت کی کس تعریف کو بنیاد بنایا جائے گا؟

□□ آئین میں سنت سے مراد ہے سنہ آف دی پرافٹ یعنی پیغمبر اسلام کی سنت۔

——————— کسی بھی مقدمے کے فیصلے کے لئے کسی مولوی کی ضرورت نہیں نہ علم کسی ایک طبقے کی میراث ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو ماہر قانون ہو' قانون کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ برصغیر میں ہندو اور انگریز ججوں نے بھی ایسے فیصلے کئے جو شریعت کے عین مطابق تھے اور نظیر ہیں۔

○○ عدالت میں کسی عالم دین کی شمولیت پر آپ کو اعتراض کیوں ہے ؟

□□ ہر شعبے کے لئے موزوں ترین آدمی اس شعبے کا ماہر ہوتا ہے۔ مولوی صاحبان ماہر قانون نہیں' قانون کی روح نہیں جانتے تو وہ قانونی معاملات میں دخل کیونکر دے سکتے ہیں؟ اس اقدام کا نتیجہ یہ ہے کہ مولوی صاحبان اب مزید قدم بڑھانے کے خواہاں ہیں۔ چاہتے ہیں کہ نچلی سطح کی عدالتوں میں بھی ان کے نمائندے موجود ہوں۔ اس لئے حکومت پر یہ تمام دباؤ ڈالے جاتے ہیں۔

○○ آپ نے علماء کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے اسلام کے مطابق قانون سازی کے عمل میں یوں رکاوٹ ڈالی کہ فقہ کا سوال اٹھا دیا لیکن دوسری طرف انہوں نے اس عمل میں کسی حد تک تعاون بھی تو کیا ہو گا؟

□□ سچ پوچھئے تو ان لوگوں نے کسی بھی سطح پر کوئی تعاون نہیں کیا۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے قانون سازی کے سلسلے میں علماء کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اخبارات میں باقاعدہ اشتہار دیا کہ جو عالم دین آ کر اپنا موقف بیان کرنا چاہے یا کسی بات کی وضاحت کرنے کا خواہاں ہو ہمارے پاس آئے اور ہم سے تعاون کرے لیکن اس کے جواب میں سوائے رجم کے مسئلہ کے کوئی مولوی صاحب تشریف نہیں لائے۔ اس میں استثنیٰ ڈاکٹر طاہر القادری اور ڈاکٹر محمود غازی یا ایک آدھ اور صاحب کا ہے باقی کسی نے تعاون نہیں کیا۔ اخبارات میں اشتہار دینے کے علاوہ میں نے کئی مولوی صاحبان کو اپنے گھر چائے پر بلایا۔ پھر دفتر میں دعوت دی اور بتایا کہ ہم قوانین کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ ہماری امداد کریں۔ اس وقت تو انہوں نے تعاون کا بہت یقین دلایا' خوب باتیں کیں اور دعوے کئے لیکن عملاً کسی نے ذرہ برابر بھی مدد نہیں کی ہاں رجم کے قانون کے بارے میں شرعی عدالت کے اکثریتی فیصلے پر انہوں نے شور ضرور مچایا اور احتجاج کیا۔

○○ آپ کا فیصلہ کیا تھا؟

□□ عدالت نے یہ اکثریتی فیصلہ دیا تھا کہ رجم کی سزا قرآن کے خلاف ہے لیکن میں نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ یہ ضرور کہا کہ یہ سزا حد نہیں بلکہ تعزیر ہے جو حضور اکرمؐ نے دی بھی اور نہیں بھی دی۔

○○ تو اس پر علماء کے احتجاج کا کیا اثر ہوا؟

□□ مولوی صاحبان نے اس معاملے پر باقاعدہ ایجی ٹیشن کیا جس کے بعد حکومت نے انہیں خوش کرنے کی خاطر فیڈرل شریعت کورٹ میں تین مولوی صاحبان کا تقرر کر دیا۔ اس کے ساتھ سپریم کورٹ میں بھی دو مولوی صاحبان جج بنا دیئے۔

○○ 49-1948ء میں علماء نے 22 نکات پیش کئے جو اسلام کے حوالے سے تھے۔

□□ ان 22 نکات میں محض ایک نکتہ قوانین کے متعلق تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو اور برسوں بعد جب یہ مطالبہ پورا ہوا تو انہوں نے بجائے اس کا خیر مقدم کرنے کے یہ مزید مطالبہ شروع کر دیا کہ قانون سازی فقہ حنفی کے مطابق ہو گویا قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کو رد کر دیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب نوابزادہ لیاقت علی خان نے قرارداد مقاصد منظور کرائی جس میں کہا گیا تھا کہ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو قرآن و سنت کے خلاف ہو تو تمام علماء نے جن میں مولانا مودودی بھی شامل تھے' کہا کہ ہمارا مقصد حل ہو گیا اور یہ بات بہت کافی ہے کہ قانون سازی قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ مولانا مودودی نے اپنی کسی کتاب میں یہ بات لکھی بھی ہے۔

اگرچہ انہوں نے اس بات کا کریڈٹ خود لینے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ ان کی جدوجہد کا نتیجہ ہے جبکہ یہ بات سرے سے غلط ہے اور حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ بہرحال مولانا مودودی نے اس وقت کہا کہ ہمارا مقصد حل ہو گیا لیکن اب جماعت اسلامی اس کی بجائے پھر نظام اسلام کی آڑ میں اس معاملہ کو کھول رہی ہے۔ اسی لئے پرائیویٹ شریعت بل پیش کیا گیا جس کے بعد سرکاری شریعت بل منظور کیا گیا۔

○○ آپ کو اس بل پر کیا اعتراض ہے؟

□□ یہ بل محض پرائیویٹ شریعت بل کو ختم کرنے کے لئے پاس کیا گیا ہے جس کا اصل مقصد مولوی صاحبان کو عدلیہ میں اقتدار دلانا اور ان کی روٹی کا مسئلہ حل کرنا تھا ورنہ جہاں تک اسلامی نظام کے نفاذ کا تعلق ہے تو اس کے لئے کسی شریعت بل کی ضرورت نہیں۔ ہاں حکومت پر واجب ہے کہ اس ملک کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لئے اقدام کرے۔

○○ تو پھر اس کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے ؟

□□ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے مطابق قوانین موجود ہیں۔ مسئلہ صرف عمل در آمد کا ہے۔ جہاں تک اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی معاشرے کے قیام کی بات ہے تو اس کے لئے عوام کا باعمل اور باایمان مسلمان ہونا ضروری ہے اور یہ بات کسی قانون کے ذریعے پیدا نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ عوام کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ ان کی تبلیغ کی جائے جس کے نتیجے میں وہ اخلاقیات سیکھیں' ایماندار بنیں' دولت کی پرستش سے اجتناب کریں جو ہماری مجموعی خرابیوں کی جڑ ہے' جھوٹ اور بے ایمانی چھوڑ دیں۔ جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو اسلامی معاشرہ خود بخود وجود میں آ جائے گا' کسی شریعت بل کے نفاذ سے ایسا ہونا نہ ممکن ہے نہ ہو گا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کے بغیر فلاحی مملکت کا خواب بھی بے تعبیر ہی رہے گا۔ اس کی مثال زکوٰۃ کا موجودہ نظام ہے جس میں خورد برد کی شکایات عام ہوتی جا رہی ہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے لیکن لوگ نہ دینا پسند کرتے ہیں نہ کٹوانا۔

○○ جہاں تک اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی بات ہے تو یہ کام ہو تو رہا ہے

□□ کس جگہ ؟ کون لوگ یہ کام کر رہے ہیں؟

○○ مساجد میں علماء یہ کام کر رہے ہیں۔

○○ ہمارے ملک کی کسی مسجد میں نہ تو اسلامی تعلیمات بیان کی جا رہی ہیں

اور نہ کسی کو اخلاقیات سے روشناس کرایا جارہا ہے۔ وہاں تو ہر مولوی بس اپنے فرقے کی فضیلت اور دوسرے فرقوں کی برائی بیان کرتا ہے یا پھر خوابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہاں کوئی ایسی بات بیان نہیں کی جاتی جو لوگوں کو صحیح مسلمان بنائے۔ وہاں تو سیاست کی باتیں کی جاتی ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں نفرت بٹھائی جاتی ہے اور سیاست پر بات کرنے سے ان کا مقصود یہ ہے کہ اقتدار پر قبضہ ہو جائے۔

○ ○ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس میں دین اور سیاست جدا جدا نہیں بلکہ ایک چیز ہیں تو اس لحاظ سے اولاً تو مسجد میں سیاست کی بات کرنا غلط نہ ہو گا۔ دوسرے علماء اگر اقتدار میں آنے کی خواہش رکھتے ہیں تو یہ بھی غلط کیسے ہو گیا؟

□ □ دین اور سیاست کے الگ الگ ہونے کا یہ مطلب کہاں ہے کہ آپ

پاکستان کی مساجد میں نہ تو اسلامی تعلیمات بیان کی جارہی ہیں اور نہ ہی کسی کو اخلاقیات سے روشناس کرایا جارہا ہے

دین کو سیاست کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیں؟ جبکہ یہاں یہی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ دین سیاست کے تابع آچکا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسلام پر مولوی صاحبان کا اجارہ نہیں ہے نہ اسلام میں اس طرح کی ملائیت (پریسٹ ہڈ) ہے جس طرح کی دیگر مذاہب میں ہے مثلاً ہندومت، یہودیت یا عیسائیت میں۔ اسلام میں تو ہر وہ کام جو دوسرے مذاہب میں مذہبی پیشوا کرتا ہے آپ خود کر سکتے ہیں۔ نماز کی امامت کرا سکتے ہیں 'اذان خود دے سکتے ہیں چاہے یہ نماز کے لئے ہو یا بچے کی پیدائش پر اس کے کانوں میں' نکاح خود پڑھا سکتے ہیں۔ غرض مذہب یا معاشرے کا کوئی بھی ایسا کام نہیں جو مولوی کے بغیر نہ ہو سکتا ہو تو پھر اس کی اجارہ داری کہاں سے آگئی؟ چنانچہ یہ تصور غلط ہے کہ مذہب اور مولوی ایک چیز ہیں یا ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

○ ○ یہ تو آپ تھیورٹیکل بات کر رہے ہیں۔ عملاً یہ ہو رہا ہے کہ مولوی ہی یہ سارے کام سرانجام دیتا ہے۔

□ □ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ چیز رواج پا گئی ہے۔ خدا نے یا پیغمبرؐ نے اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں کی کہ مذہبی کام کوئی مذہبی پیشوا کرے گا۔ دوسری بات ہے سیاست کی...... میں آپ سے عرض کروں یہ ملک کسی مولوی یا پیر کی کوششوں سے نہیں بنا نہ کسی مولوی یا پیر نے اس میں تعاون یا مدد کی سوائے گنتی کے چند ایک لوگوں نے...... اور جماعت اسلامی جو آج سب سے زیادہ شور مچا رہی ہے اس نے تو سب سے زیادہ مسلم لیگ کی مخالفت کی تھی اور جب اس کی مخالفت کے باوجود یہ ملک بن گیا تو سب سے پہلے یہی لوگ یہاں پہنچ کر اچھی جگہوں پر قابض ہو گئے۔

○ ○ لیکن جماعت اسلامی تو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے پاکستان کی مخالفت نہیں کی اور یہ کہ قائداعظم اور مولانا مودودی کے درمیان جو اختلافات تھے وہ فروعی تھے بنیادی نہیں تھے۔ دونوں کا مقصد ایک تھا۔

□ □ یہ سب جھوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور پاکستان تینوں کی مخالفت کی اور ڈٹ کر کی۔ اس بارے میں دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ مولانا مودودی کے بیانات' ان کی تقاریر' مضامین' اس کے علاوہ تمام دیوبندی علماء سوائے مولانا عثمانی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے، احرار ان سب نے مخالفت کی۔ جہاں تک مولانا عثمانی کا تعلق ہے ان کے پاس میں اور میرے ساتھی چار وکلاء گئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ تحریک پاکستان کی حمایت کے لئے نکلیں۔ انہوں نے کہا میں بیمار ہوں چل پھر نہیں سکتا۔ ہم انہیں اٹھا کر لائے۔ رہے بریلوی تو اگرچہ وہ تحریک پاکستان کے حق میں تھے مگر عملاً سوائے دو تین پیر صاحبان اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے کسی نے کچھ نہیں کیا یا مولانا فرنگی محلی نے کیا مگر ان کا حلقہ اثر محدود تھا۔ تو جب اس ملک کو بنانے میں ان کا کردار یہ تھا تو اب یہ کس منہ سے اپنے حق جتاتے ہیں؟

○ ○ قیام پاکستان کا ایک مقصد بھی تھا اس مقصد کا حصول اور نظریہ پاکستان پر عمل کیونکر ممکن ہے؟

□ □ سب سے پہلے تو یہ طے کرنا ضروری ہے کہ جب نظریہ پاکستان کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد کیا لی جا رہی ہے؟ قائداعظم کا نظریہ پاکستان یا جماعت اسلامی کا؟ یعنی اصل نظریہ پاکستان یا وہ جس کی بعد میں اختراع کی گئی؟

☆ دونوں میں کس حد تک فرق ہے؟

○...... بہت فرق ہے - قائداعظم کے نظریہ پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریئے پر تھی۔ اس میں مذہب تھا مگر یہ کُل نہیں محض جزو تھا۔ اس سے مراد یہ تھی کہ مسلمان ہندو کی بالادستی سے بچ جائیں۔ جتنے لوگ بھی بچ سکتے ہیں۔ پھر معاشی مسئلہ تھا۔ مسلمان ہندوؤں سے الگ ہوئے بغیر معاشی آزادی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ رہا قانون اسلامی کا نفاذ تو قائداعظم اس معاملہ میں جمہوریت اور اسمبلی پر بھروسہ کرتے تھے۔ یہ تھا قائداعظم کا نظریہ پاکستان اس میں کسی مولوی کی حاکمیت کی گنجائش نہ تھی۔ جبکہ جماعت اسلامی جو نظریہ پاکستان دے رہی ہے وہ ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ یہ نظریہ پاکستان پاکستان بننے کے بعد بنایا گیا۔

بقیہ : طالب حسین کربلاوی

لوگوں نے پیٹ پوجا کرنے کیلئے لاکھوں روپے قبول کر لئے۔ اور جو ان کو اشارے کئے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا۔ لہٰذا غیر مسلم ممالک اور انڈیا افغانستان ہمارے درمیان اختلافات پیدا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ افغانستان نے ایک اور اشارہ کیا ہمارے جو واعظین مقررین جذباتی تقریریں کرتے ہیں اور دل آزار کتابیں لکھتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی زیادہ ہوتی ہے۔ اور ایک دوسرے کو کافر گردانتے ہیں ایسے لوگوں کو سمجھا جاتا ہے کہ یہ کافی مقبول کتابیں لکھنے والے ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ ایسے مصنفین ایسے مقررین کی حوصلہ شکنی کی جائے اور جو لوگ ایسے مقررین کو بلاتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ مقرر کو پہلے بتا دیں کہ یہاں معاشرہ بڑا اچھا ہے ماحول ٹھیک ہے۔ آپ ایسی تقریر نہ کریں جس سے کسی کا دل دکھے۔ لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ مقررین کو بلانے والے خود ہی مقرر کو کہتے ہیں کہ آج آپ نے فلاں کو کافر کہنا ہے فلاں کی دھجیاں اڑا دینی ہیں۔ اگر کوئی مولوی کسی مجمعے میں ایسی تقریر کرتا ہے تو حاضرین کو چاہئے کہ وہ ایسے مولوی کو باہر نکال دیں۔ یا انہیں منع کر دیں کہ وہ ایسی تقریر نہ کریں جس سے کسی انسان کے یا کسی مسلمان کے جذبات مجروح ہونے کا خدشہ ہو۔ لیکن دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسی تقریر کو کوئی نہیں روکتا۔ مجمع بھی تب نعرے لگاتا ہے جب مقرر کسی کے خلاف بولتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے دیکھا یہ گیا ہے کہ ایسی تقریریں کرنے والے وہ مقررین ہیں۔ جو علم اور مال کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ اور جو لوگ علم اور مال کے لحاظ سے مستحکم ہیں وہ ایسی بحثوں میں نہیں پڑتے اور ایسے مولوی اشارے پر بولتے ہیں اگر اشارے پر نہیں بولیں گے تو پیسے نہیں ملیں گے۔ جو مولوی حضرات ٹھیک ہوتے ہیں۔ وہ ایسی باتوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ انہیں پیسے ملیں یا نہ ملیں ایسا شخص تو اپنے ایمان اور اعتقاد کی بات کرے گا۔ تو انتشار پر مبنی وہی تقریریں یا تحریریں لکھتے ہیں۔ جو معاشی لحاظ اور علم کے لحاظ سے غیر مستحکم ہیں۔ پانچویں بات ہے۔ انتخابی مفادات جب الیکشن ہوتے ہیں تو امیدوار ایسا راستہ تلاش کرتے ہیں جس سے اس کو فائدہ پہنچے اور مخالف کو نقصان لہٰذا جہاں بھی الیکشن لڑتے ہیں۔ وہاں اگر ان کو قوم یا لسانیت کا سہارا نہ ملے۔ تو وہاں مذہبی عقائد کا سہارا لیتے ہیں۔ ایسے امیدوار کہتے ہیں کہ فلاں شیعہ ہے اس کو ووٹ نہ دو فلاں سنی بریلوی وہابی ہے اس کو ووٹ نہ دو۔ تو انتخابی مفادات کیلئے بھی مذہبی منافرت پھیلائی جاتی ہے۔ جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلائی گئی تو اس وقت کسی نے شیعہ کو کافر نہیں کہا تھا۔ اب اگر شیعہ کو کافر کی تحریک چلی رہی ہے تو کسی اور کو کافر نہیں کہا جارہا۔ خدانخواستہ یہ مرحلہ طے ہو جائے تو پھر کسی اور فرقہ والوں کو کافر کہنا شروع کر دیا جائے گا۔ پھر ایسا مرحلہ آئے گا کہ سب کافر ہو جائیں گے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب، اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جرمنی میں کسی نے حضور انور سے وتروں کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد جگہ بدل لینے، بات کر لینے یا کسی دوسرے شغل میں مصروف ہو جانے کے بارہ میں سوال کیا تھا۔ اور مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کے حوالہ سے کہا تھا کہ ایسی صورت میں تیسرا وتر پڑھنے کی بجائے تینوں وتر پڑھنے ضروری ہیں۔

اس بارہ میں تحقیق کی ہے مکرم صوفی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا لیکن اس کی کوئی سند نہیں۔ وتروں کے دوران بے ضرورت بولنا تو عقل کے خلاف ہے لیکن ضرورت پڑنے پر اگر انسان معمولی گفتگو کر لے تو شرعاً کوئی وجہ نہیں کہ اس کو دوبارہ سارے وتر پڑھنے پڑیں۔

اس وضاحت کو اخبار احمدیہ میں افادۂ عام کے لئے شائع کر دیں۔

والسلام

خاکسار نصیر احمد قمر (پرائیویٹ سیکرٹری)

فرینکفرٹ میں مٹھائیاں بنانیوالا آپ کا اپنا نام
ہر خوشی کے موقع پر خدمت کا موقع دیں۔

لڈو ★ برفی ★ رسگلے ★ گلاب جامن
بادام کی برفی ★ لڈو موتی چور ★ شکر پارے
بالوشاہی ★ میسو ★ جلیبیاں ★ کراچی حلوہ

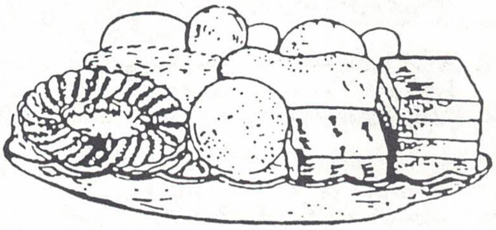

حاجی محمد اکمل
پروپرائٹر

سموسے ★ پکوڑے ★ نمک پارے ★ شامی کباب
ایک دفعہ خدمت کا موقع دیں آپ کی تشریف آوری
کا شکریہ

ASC 1974
The Quality Sweet Manufacturers

AKMAL SWEET CENTRE

اکمل
کی مٹھائیوں کی تو
بات ہی کچھ اور ہے ○

Kaiserstr. 53
6000 Frankfurt/Main
Tel. 069 / 234847 u. 556394

جرمنی میں پیشہ ورانہ تعلیم کا حصول

طاہر محمود، سیکریٹری تعلیم

جرمنی کے محکمہ شماریات نے مختلف پیشوں کو منظّم کرنے کیلئے انہیں مختلف حصوں اور گروپس میں تقسیم کیا ہوا ہے

۱ــــ BERUFS GRUPPE اس گروپ میں ایسے مختلف پیشے یکجا کر دیئے گئے ہیں جو اپنی نوعیت کے لحاظ ایک دوسرے سے بڑی حد تک مماثلت رکھتے ہیں مثال کے طور پر ELECTRIKER + MECCHANIKER کو ہم ایک گروپ کا نام دے سکتے ہیں. اس گروپ میں مختلف شعبے ہیں جو ایک دوسرے سے متعلق ہیں جیسا ENERGIEELECTRONIKER ، ELECTROMECHINENBAUR اور AUTOELECTIKER وغیرہ ان مختلف لائنز کو ہم کلاسنز کا نام دے سکتے ہیں. ۱۹۸۹ئہ میں تسلیم شدہ ۳۷۸ پیشوں کو ۹۲ BEURFSGRUPPE میں تقسیم کیا گیا تھا ایسی صورت میں جبکہ کسی وجہ سے کوئی اپنا پیشہ بدلنا چاہے تو اس کیلئے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اسی گروپ میں سے جس سے کہ اُس کا پیشہ متعلق ہے کوئی اور لائن اختیار کرے

۲ــــ BERUFSBILD اس میں معاشرتی، تجارتی اور ٹیکنیکل پہلو مد نظر رکھنے ہوتے ہیں. مثلاً یہ کہ کسی ایک پیشہ میں ہمیں کیا کیا کرنا ہوگا وغیرہ۔

جیسا کہ مثال کے طور پر ہم اگر اپنی تعلیم EINZELHANDEL KAUFMAN کیلئے حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کیلئے کیا سیکھنا اور سیکھنے کے بعد کیا کرنا ہوگا؟ E.H.K کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ وہ اندازہ لگائے کہ اُسے کن چیزوں کی کسقدر ضرورت ہے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ آپ کو یہ بات بھی مد نظر رکھنی ہوگی کہ یہ چیزیں حاصل کرنیکے بعد اُن کو رکھنے کیلئے لاگر (سٹور) میں کتنی گنجائش موجود ہے. اُسے یہ چیزیں منظم انداز میں رکھنی ہونگی اور انکی تعداد وغیرہ کو باقاعدگی سے دیکھنا ہوگا۔ اشیاء WAREN کو بیچنے کیلئے اُن کی نمبرنگ کرنی ہوگی اور بوقت ضرورت فوری سپلائی کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ گاہکوں کو DEAL کریں اور انہیں پیشہ وارانہ مشورے دیں KAUFLEUTE عام طور پر فروخت کے معاملات طے کرتے ہیں۔

۳ــــ SCHULISCHE VORBILDUNG کسی بھی پیشہ کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے سکول میں حاصل کردہ تعلیم کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر کچھ پیشوں کیلئے REALSCHUL۔ ABSCHL ضروری ہوتا ہے تو کسی اور پیشہ کیلئے ہو سکتا ہے کہ آپکو ABITUR کی ضرورت پڑے۔ چارٹ میں وضاحت کی گئی ہے۔

۴ــــ انفرادی صلاحیتوں کی ضرورت: ہر پیشہ مخصوص قسم کی جسمانی، دماغی اور نفسیاتی صلاحیتوں کا متقاضی ہوتا ہے لیکن یہ ہر پیشہ سیکھنے کیلئے مقررہ شرائط میں شامل نہیں ہوتا۔ عام طور پر یہ صلاحیتیں پیشہ وارانہ تعلیم کے دوران حاصل ہو جاتی ہیں. لیکن اگر یہ صلاحیتیں پہلے سے موجود ہوں تو یقیناً یہ مدد گار ثابت ہو سکتی ہیں. مثلاً اگر جسمانی ساخت، دستکاری کی صلاحیت، کسی چیز پر CONCENTRATE کرنیکی صلاحیت، مختلف چیزوں کی ساخت کو سمجھنے کا سلیقہ، رنگوں کی پہچان، حساب کتاب، مینجمنٹ کی صلاحیت لوگوں سے ملنے جلنے کا سلیقہ اور جرمن زبان پر عبور وغیرہ۔

آیا ایک لڑکا یا لڑکی کسی پیشہ کیلئے موزوں ہے یا نہیں؟ اس بات کا عموماً PROBEZEIT میں یا پھر بعض حالات میں سالوں کے بعد پتہ چلتا ہے۔ کسی پیشہ کے انتخاب میں صرف جذباتی رجحان اور یا پھر PSYCOLOGICAL TEST کے ذریعہ کسی حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ پیشہ مناسب ہے یا نہیں۔

۵ــــ مدّتِ تعلیم: یہ معاہدہ میں مقرر کردہ ہوتی ہے اور عام طور پر دو سال اور ساڑھے تین سال کے درمیان ہوتی ہے

مدت میں کمی عام طور پر پہلے سے حاصل کردہ تعلیم پر منحصر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر دورانِ تعلیم معیار بہت اچھا ہو تو اس کیلئے متعلقہ اداروں میں مدّت کی کمی کے لئے APPLY کیا جا سکتا ہے۔

بعض اوقات ایسی صورتِ حال بھی پیش آتی ہے کہ وہ ادارے یا فرمیں جنمیں پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کی جا رہی ہو، ناجائز طور پر طالب علم کو صحیح تعلیم نہیں دیتے اور انہیں HELPER کے طور پر MISUSE کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان سے کھل کر بات کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے صحیح طور پر تعلیم دیں۔ اگر اس میں ناکامی ہو تو متعلقہ محکموں (حکومتی) کو اس بارہ میں انفارم کرنا چاہیئے۔ یہ شکایت پوشیدہ CONFIDENTIAL طور پر بھی کی جا سکتی ہے۔

۶ــــ نامکمل AUSBILDUNG: ہر پیشہ ورانہ تعلیم مکمل نہیں کی جاتی. کئی لوگ درمیان میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

- ساتھیوں کیساتھ چپقلش (میں اسے پسند نہیں کرتا)
- معاشرتی چپقلش (یہ ہمارے گروپ میں نہیں چل سکتا)
- پیشہ کے بارہ میں غلط اندازہ (میں نے تو اور کچھ سمجھا تھا)
- دماغی معیار سے کم یا زیادہ ہونا (میرے بس کی بات نہیں یا یہ تو کچھ بھی نہیں)
- کام سے انکار (میں تو یہ نہیں کرونگا)
- قواعد کی خلاف ورزی (ہمیشہ دیر سے آنا)
- جسمانی اور دماغی طور پر زیادہ محنت (کمزور ہونا، سمجھ نہ سکنا)
- پیشہ سے متعلق بیماریاں (الرجی، EKIDEMIE)
- تعلیمی نکتۂ نظر سے کمتر کام لیا جانا (ہمیشہ صفائی وغیرہ کرائی جانا)
- فرم کے مقرر کردہ TRAINER میں صلاحیت کا فقدان۔
- قانونی قواعد کی نظراندازی (OVERTIME، وقفہ)
- رہائش کی تبدیلی (کام پر جانے کیلئے لمبا سفر)
- کسی دوسرے پیشے کو اختیار کرنا
- سکول میں مزید تعلیم (مَیں تو اعلیٰ تعلیم حاصل کرونگا)

PROBEZEIT کے دوران ہی معاہدہ ختم کر دیا جائے تو یہ آسان ترین ہوتا ہے بعد میں صرف مخصوص حالات کی بناء پر ہی یہ ممکن ہوتا ہے مثلاً رہائش کی تبدیلی، پیشہ کی تبدیلی وغیرہ اور وہ بھی باہمی رضامندی سے ورنہ فرم ہرجانہ کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

۷۔ تعلیم کے دوران معاوضہ: مختلف پیشوں کی تعلیم کے دوران مختلف معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں سب سے زیادہ معاوضہ ۱۰۵۲ مارک مہینہ BERGMECHANIKER کیلئے تھا اور سب سے کم ۲۲۲ مارک ماہانہ DAMENSCHNEIDER BANKKAUFLEUTE کیلئے کو ۹۲۷ مارک ملتے تھے۔

۸۔ تعلیم کے بعد بے روزگاری: AUSBILDUNG کے بعد نوجوانوں کے بے روزگار رہنے کی شرح خاصی زیادہ ہے۔ ۱۹۸۷ء میں ۹۰۰۰۰ نوجوان بے روزگار رہے یہ ۱۲٫۸ ٪ اس تعداد کا بنتا ہے جس نے اپنی تعلیم اس سال میں مکمل کی۔ اس کا مطلب مگر یہ نہیں کہ ۸۷٫۲ ٪ کو اس سال ملازمت مل گئی کیونکہ کئی نوجوان پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد WEHR & ZIWILDIENST کرتے ہیں یا یہ کہ وہ دوسرا BERUF یا اعلیٰ تعلیم شروع کر دیتے ہیں اگر اُن کی تعداد کو منہا کر دیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف ۵۵۔۵۰ ٪ ہی ایسے ہوتے ہیں جن کو اس پیشہ ورانہ تعلیم کے بعد حقیقتاً ملازمت ملتی ہے۔

۹۔ کسی پیشہ میں تعلیم حاصل کرنیوالوں کی کل تعداد اور رجحان: موقع کے حساب سے ان میں تبدیلی آتی ہے KRISE غیر تسلّی بخش حالات EXPORT آبادی وغیرہ۔

۱۰۔ ابتدائی تنخواہ: یہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملازمت کے پہلے سال میں شروع ہوتی ہے اور دوران تعلیم ملنے والے معاوضے سے واضح طور پر زیادہ ہوتی ہے اس کے بعد اس میں مختلف وجوہات کی بناء پر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۱۱۔ چھٹی: قانونی طور پر ملازمت کرنے والے کو حق ہے کہ چھٹی لے۔ اٹھارہ سال سے کم عمر کے نوجوانوں کیلئے JUGENDARBEITSSCHUTZ لاگو ہوتا ہے اور اٹھارہ سال سے زائد عمر کے افراد کیلئے APPLY BUNDESURLAUBSGESETZ ہوتا ہے چھٹی کی مدت مختلف صورتوں میں کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔

۱۲۔ SOZIAL & SONDERLEISTUNGEN مختلف پیشوں اور معاہدوں میں یہ مختلف ہوتی ہے۔ اس میں WEIHNACHTSG URLAUBSGELD اور SOZIALBEITRAGE وغیرہ شامل ہوتے ہیں اس میں یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ مختلف الاؤنسز کتنے ہیں اور فرم اس میں کتنے حصہ ادا کرتی ہے۔

۱۳۔ خصوصی صورتحال BESONDERHEITEN: یہ کام کے اوقات، کام کی شرائط، دائرہ کار، خطرات اور لباس وغیرہ ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ شفٹ میں کام، عام طور پر جب کسی پیشہ کا انتخاب کیا جاتا ہے تو ان چیزوں کو مدّ نظر نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ یہ انتہائی ضروری ہے۔ کام کے اوقات مثلاً شفٹ ڈیوٹیز وغیرہ انسانی زندگی پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔ کئی لوگوں کو ویک اینڈ فری ملتا ہے اور کئی لوگوں کے ویک کے درمیان چھٹی ہوتی ہے۔ (پسند یا ناپسند)

۱۴۔ کسی پیشہ میں بیماریاں یا حادثات: ہر پیشہ میں یہ چار عوامل ہیں جو کہ انسانی صحت کو متاثر کر سکتے ہیں۔

1. سوشل BELASTUNG (سماجی دباؤ)
2. نفسیاتی BELASTUNG (نفسیاتی دباؤ)
3. حادثہ کا خطرہ
4. جسمانی، کیمیکل اور جراثیم کے خطرات

۱۵۔ کام کرنے کی جگہ اور اس کا ماحول: یہ انسانی جسم اور نفسیات پر بہت اثر انداز ہوتا ہے اس میں مندرجہ ذیل عوامل کو مدّ نظر رکھنا ہوتا ہے۔

1. یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کام کی جگہ مستقل ہے یا نہیں۔ یعنی فرم میں جس مشین یا جس ٹیبل پر کام کرنا ہے اُسکی کوئی مخصوص جگہ ہے یا کہ گھوم پھر کے کام کرنا پڑتا ہے۔
2. کام کے دوران جسم کی پوزیشن مثلاً کیا سارا وقت کھڑے ہو کر کام کرنا پڑتا ہے یا بیٹھ کر، چل کر یا جھک کر۔
3. کام کی جگہ کی صفائی کا معیار مثلاً یہ کہ بہت ہی صاف جگہ ہے۔ صاف جگہ ہے گرد و غبار والی یا گندی جگہ ہے۔
4. شور۔ مثلاً کام کے دوران کس قدر شور ہوتا ہے۔ خاموشی ہے وغیرہ
5. درجۂ حرارت۔ ائر کنڈیشنڈ، نارمل، گرم، سرد، کھلے میں (ہر موسم میں)
6. نقصان صحت EXTREME درجۂ حرارت، بدلتا ہوا درجۂ حرارت ZUGLUFT خراب ہوا۔
7. کام کی جگہ کی خوبصورتی و بدصورتی۔ پُر اثر، بے اثر، رنگت وغیرہ۔
8. روشنی۔ آیا جگہ روشن ہے یا تاریک، دن کی روشنی آتی ہے یا مصنوعی یا بہت تیز روشنی۔
9. زیادہ تر ٹھہرنے کی جگہ۔ دفتر میں، ورکشاپ میں، ہال میں، دوکان میں یا باہر۔

ہم اوسطاً دن کا تیسرا حصہ یعنی آٹھ گھنٹے ملازمت میں گزارتے ہیں اس لئے نوجوانوں کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ ان تمام فیکٹرز کا بخوبی تجزیہ کرتے ہوئے اپنے لئے BERUF کا انتخاب کریں۔

۱۶۔ آگے بڑھنے کے امکانات: یہ مدّ نظر رکھنے بھی بہت ضروری ہیں۔

1. INNERBETRIEBLICHE کیریئر WERKVORARBEITER مائسٹر وغیرہ
2. حکومت سے تسلیم شدہ مزید تعلیم۔ مائسٹر، ٹرینر، ٹیکنیکر۔
3. سکولز میں اعلیٰ تعلیم ڈپلوم انجینئر وغیرہ۔
4. ذاتی کام، دکان یا ذاتی فرم وغیرہ۔

۱۷۔ عمومی جائزہ اور مستقبل کے چانسز: اس میں کوئی شک نہیں کہ پیشہ کو اختیار کرنے میں ماحول، جذبات اور رجحان بہت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہم مستقبل میں انکی افادیت کو بھی مدّ نظر رکھیں۔ اس کے لئے ARBEITSAMT کا مشورہ، رجحان کا ٹسٹ اور بعض حالات میں تین چار ہفتوں کے لئے کسی BERUF میں کام خاصے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

خاکسار نے مختصراً جرمنی میں پیشہ ورانہ تعلیم کے حصول کے سلسلہ میں معلومات دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر کسی بات کی مزید وضاحت چاہیئے ہو تو خاکسار سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ خاکسار کی کوشش ہوگی کہ ہر ممکن مدد کی جا سکے۔ وَباللّٰہِ التَّوفیق۔

اس بارہ میں مقامی ARBEITSAMT اور INFORMATION ZENTRUM BERUF سے مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

اخبار احمدیہ میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

پورا صفحہ — ۴۰۰ مارک
آدھا صفحہ — ۲۵۰ مارک
کوارٹر صفحہ — ۱۵۰ مارک

درخواستِ دُعا

خاکسار کے والد مکرم پروفیسر محمد طفیل صاحب گذشتہ تین ماہ سے مانٹریال (کینیڈا) میں سانس کے عارضہ کے سبب بیمار ہیں۔ والد صاحب محترم کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ناصر محمد ــــــــــــــــ ALSBACH

خاکسار کی والدہ جو کہ عرصہ دو سال سے بلڈ شوگر کی بیماری میں مبتلا ہیں اور بوجہ بیماری بے حد جسمانی کمزوری بھی ہو گئی ہے۔ اسی طرح خاکسار کی دادی جان جو کہ کافی عرصہ سے بلڈ پریشر اور معدہ کی بیماری کے باعث کافی کمزور ہو گئی ہیں عرصہ دو ماہ سے جرمنی میں مقیم ہیں اور اس دوران زیادہ عرصہ ہسپتال میں ہی گزارا ہے اور اب بھی ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت خاکسار کی والدہ صاحبہ اور دادی جان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور دونوں کو کامل صحت سے نوازے۔ (آمین)

نیز خاکسار اپنی بیٹی کے لئے درخواست دُعا کرتا ہے کہ جو وقفِ نو میں شامل ہے پچھلے دنوں کافی بخار رہا جس کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی ہے احباب جماعت دعاؤں میں یاد رکھیں۔

شکیل احمد بٹ ــــــــــــــــ LAHR

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ تنویر کوثر بنت شیخ نذر محمد ساکن لنگے ضلع گجرات کا نکاح ہمراہ مکرم خالد مسعود صاحب ابن محمد اشرف صاحب بھٹی آف کھاریاں ضلع گجرات مبلغ ۲۵۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم نسیم احمد صاحب شمس مربی سلسلہ کھاریاں نے پڑھایا۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ ممتاز بیگم صاحبہ ساکن لنگے ضلع گجرات کا نکاح ہمراہ مکرم بشیر الدین محمود احمد صاحب ابن مرزا نذیر احمد صاحب آف فرینکفرٹ مبلغ ۸۵۰۰۰ ہزار روپے حق مہر پر مکرم نصر اللہ خان صاحب ملہی مربی سلسلہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ نے گکھڑ منڈی میں پڑھایا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو دونوں خاندانوں کے لئے باعث برکت فرمائے۔

شیخ نذر محمد ــــــــــــــــ کیرین (کولون)

شادی خانہ آبادی

خاکسار کے بیٹے فہیم اکبر کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ الصبور تحریمہ بنت اعجاز احمد چوہدری (لندن) مبلغ ۳۰،۰۰۰ ہزار مارک حق مہر پر ازراہِ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن اسلام آباد میں پڑھایا۔ شادی اور ولیمہ کے موقع پر حضور پر نور نے شرکت فرمائی اور دعاؤں سے رخصت کیا احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت بنائے۔ آمین۔

بشیر احمد چوہدری ــــــــ (FEU)RHEIN-NECKAR-KREIS

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۰ ستمبر کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور نے اظہر اقبال رکھا ہے۔ نومولود مکرم میاں محمد صدیق آف شاہ کوٹ کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر محمد طفیل نسیم آف سانگرہل کا نواسہ ہے۔

نیر اقبال ــــــــــــــــ ملس ہائن

آمین

خاکسار کی بیٹی عزیزہ کشور عروج نے ۲۲ ستمبر کو قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اس موقع پر آمین کی تقریب منعقد کی گئی جس میں احمدی بچیوں اور بہنوں نے شرکت کی۔ تمام احباب و خواتین سے بچّی کے خادمِ قرآن ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ممتاز ملک ــــــــــــــــ جرمنی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ عظمیٰ کوثر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پونے ۵ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ آمین کی تقریب میں احباب جماعت نے شرکت کی اور دُعا میں شامل ہوئے۔ احباب جماعت سے بچّی کے خادمِ قرآن ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

مبشر احمد شاہد ــــــــــــــــ جرمنی

مکرم تنویر احمد صاحب جماعت NIDDA کی بیٹی عزیزہ عارفہ تنویر نے ۴ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچّی کو قرآن پاک سے دالبستہ برکات کا وارث بنائے اور دین و دنیا میں ترقی دے۔ آمین۔

منیر احمد ــــــــــــــــ NIDDA

میرے بیٹے عزیزم عطاء المجیب نے تقریباً ۵ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے عزیزم کے لئے دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق دے اور دینی و دنیاوی علوم سے مالا مال کرے۔ آمین۔

عبد المنان خان ــــــــــــــــ LIMBURG

خاکسار کے بیٹے عزیزم معاذ اللہ میلو نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پونے پانچ سال کی عمر میں اور بیٹی عزیزہ مصباح ناز میلو نے بفضل ربی ساڑھے تین سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے (الحمد للہ) احباب جماعت کی خدمت میں عزیزان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قرآنی علوم سے مالا مال فرمائے اور ہمیشہ اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

فہمیدہ ناز اہلیہ منور احمد ــــــــ RECKLINGHAUSEN

کامیابی

عزیزم شکیل احمد ولد مکرم خلیل احمد (FREUDENSTATT) نے نویں کلاس میں اپنے سکول میں کورس آرٹیکٹ ARTEKETT میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔ مضمون ڈرائنگ میں اپنی کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی اور جرمن مضمون میں بھی اپنی کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔ سکول کی طرف سے دو عدد انعامات بھی حاصل کئے ہیں تمام احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مزید ترقیات عطا فرمائے اور خادمِ دین بنائے

مبارک احمد اعجاز ــــــــــــــــ LAHR

عہدیداران مجالس انصاراللہ متوجہ ہوں

● آپ کو یاد ہوگا کہ چند ماہ پیشتر حضور اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ پوری دنیا کے ممالک قادیان میں اپنے اپنے گیسٹ ہاؤس تعمیر کروائیں تاکہ جب کبھی قادیان جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کو جانا پڑے تو اُن کے لئے رہائش کا مسئلہ درپیش نہ ہو۔ چنانچہ مکرم امیر جماعت جرمنی نے اپنے ملک کے لئے دو لاکھ پچاس ہزار مارک کی رقم مقرر کی تھی۔ مزید برآں انہوں نے ہر تنظیم کے لئے الگ الگ ٹارگٹ مقرر کیا تھا۔ انصاراللہ کے لئے دس ہزار مارک تھا نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ نے ہر انصار بھائی کے لئے ۳۰ مارک کی کم از کم شرح مقرر کی ہے۔ امسال سالانہ اجتماع کے موقع پر کئی دوستوں نے نقد ادائیگی کر دی تھی جبکہ کچھ دوستوں نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی مجالس/مجلس کی ادائیگی یا وعدہ جات کی صورتحال سے فوری طور پر مطلع فرمائیں تاکہ حضور اقدس کی خدمت میں دُعا کے لئے تحریر کیا جا سکے۔

● ہمارا مالی سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے اس لئے اپنی مجالس/مجلس کے بقایاجات (چندہ مجلس، سالانہ اجتماع، چندہ اشاعت) کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ دی جائے۔

● اگلے سال کی بجٹ میٹنگ بفضل اللہ ۱۵ دسمبر کو دفتر مجلس انصاراللہ MITTEL WEG ۴۳ فرینکفرٹ میں منعقد ہوگی۔ لہذا بجٹ بھجوادیں اور تجاویز سے بھی آگاہ فرمائیں۔ بجٹ بناتے وقت حضور اقدس کے تازہ ارشاد کو مدّ نظر رکھیں۔ ہر ہیڈ آف فیملی اپنی کُل آمد (بمع فیملی آمد) پر چندہ جات ادا کرے۔

● جیسا کہ اجتماع کے موقع پر سب دوستوں کو سرکلر نمبر ۱ کے تحت آگاہ کیا تھا کہ ہماری مجلس کا اب یکم جولائی سے الگ اکاؤنٹ کھول دیا گیا ہے لہذا آئندہ مجالس اپنا چندہ براہ راست مجلس کے اکاؤنٹ میں ارسال کیا کریں۔ لیکن اس کے باوجود مجالس جماعت کے ہی اکاؤنٹ میں چندہ ارسال کر رہی ہیں جو خلاف قاعدہ ہے اس لئے دوبارہ تاکید ہے کہ چندہ ہمیشہ مجلس کے اکاؤنٹ میں ارسال کیا کریں۔

● ہمارے دفتر میں بھی فون لگ چکا ہے۔ ۰۶۹-۵۹۹ ۴۶ ۳۸

پوسٹل ایڈریس:-
SADAR MJLIS ANSARULLAH
AHMADIYYA MUSLIM CENTER
MITTEL WEG 43
6000 FRANKFURT/MAIN 1

● قائد تعلیم و تربیت مجلس انصاراللہ جرمنی نے جو تربیتی لائحہ عمل آپ کو بھجوایا ہے۔ امید ہے آپ کو مل چکا ہوگا۔ اس پروگرام کے مطابق ہر انصار بھائی کو خطبہ جمعہ، خطبہ نکاح اور نماز جنازہ لازماً آنی چاہیئے۔ براہ کرم اس پروگرام پر عمل کروانے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

عبدالغفور بھٹی صدر مجلس انصاراللہ ———— جرمنی

جلسہ سالانہ جرمنی ۹۲ء پر شعبہ بازار کے متعلق اعلان

ایسے تمام احباب و خواتین جو جلسہ سالانہ جرمنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ستمبر ۱۹۹۲ء کے موقع پر دکانیں لگانی چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں یکم مارچ ۱۹۹۲ء تک افسر جلسہ سالانہ کو درج ذیل پتہ پر ارسال کر دیں۔ یاد رہے کہ جگہ کی تنگی کے باعث امسال جلسہ سالانہ کے بازار میں بہت ہی تھوڑی تعداد میں دکانیں لگائی جائیں گی۔ آپ نے جن جن چیزوں کی دکانیں لگانی ہوں اُن اشیاء کے نام اور اشیاء کی قیمت بمع تعداد یا وزن اپنی درخواست کے ہمراہ بھجوائیں جن اشیاء کا ذکر آپ اپنی درخواست میں نہیں کریں گے وہ اشیاء آپ اپنی دکان پر فروخت نہیں کر سکیں گے۔ معیاری چیز اور کم سے کم قیمت وصول کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست دہندہ کے پاس اگر اپنے نام کا REISE GEWERBE ہو تو اُس کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ ضرور بھجوائیں۔ یکم مارچ کے بعد وصول ہونے والی درخواستوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی طور پر سٹال لگانے والوں کو خاص طور پر ترجیح دی جائے گی۔ درخواست کے ساتھ اپنا مکمل پتہ اور فون نمبر ضرور تحریر کریں۔

افسر جلسہ سالانہ ———— جرمنی
MITTEL WEG 43
6 FRANKFURT, M
TEL: 069-781311

انٹرنیشنل کتابوں کی نمائش

انٹرنیشنل کتابوں کی نمائش ہر سال فرینکفرٹ "MESSE" میں منعقد ہوتی ہے جس میں ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ سٹال لگاتی ہے۔ امسال یہ نمائش ۹ تا ۱۴ اکتوبر منعقد ہوئی۔ ایک روز قبل شعبہ اشاعت نے قرآن کریم و دیگر لٹریچر اس جگہ پہنچایا۔ مکرم امیر صاحب کی ہدایات پر سٹال کو ترتیب دیا گیا اور سجایا گیا۔ سٹال پر بینر آویزاں کیا گیا "ISLAM HEIST FRIEDEN" جرمنی کے چانسلر ہیلمٹ کوہل نے بھی نمائش دیکھی۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش نے انہیں قرآن مجید پیش کیا۔ اسی روز صوبہ HESSEN کے وزیر اعلیٰ HAUS EICHEL بمعہ ۴ ارکان کابینہ ہمارے سٹال کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ان کو سٹال پر آنے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے خوشی سے قبول کی۔ ۷ تا ۱۰ منٹ مکرم احسن سلطان صاحب نے بات چیت کی۔ انہیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کرایا گیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو قرآن مجید کا تحفہ دیا گیا اسی طرح کیٹلاگ بھی دی گئی۔ اس نمائش میں مختلف زبانوں کے قرآن مجید و لٹریچر و رسائل رکھے تھے۔ مرد و خواتین کی کثیر تعداد نے دلچسپی لی اور شوق سے ۱۵۰۰۰ کی تعداد میں فری لٹریچر لیا۔ ۷۰۰ مارک قرآن مجید کی فروخت ہوئی۔ خاص طور پر نوجوان طبقہ نے گہری دلچسپی لی اور اُن کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اس نمائش میں مندرجہ ذیل نیا لٹریچر متعارف کرایا گیا۔

- EINE ISLAMISCHE REDE AN DEUTSCHLAND
- ISLAM UND ÖKOLOGIE
- JEHAD "IM ISLAM"
- MIRZA GHULAM AHMED IM QADIAN

مکرم ہدایت اللہ ہبش، مکرم طارق حبیب گڈٹ اور مکرم احسن سلطان صاحب نے روزانہ مسلسل سٹال پر ڈیوٹی دی۔ ULFE AHMAD (نوجرمن احمدی) نے بھی جو کہ ڈیوٹی کی غرض سے FREIBURG سے آئے تھے ڈیوٹی دی۔ مکرم راشد گڈٹ، مکرم مسعود جاوید نے بھی وقت دیا۔ اسی طرح لٹریچر لانے اور دیگر انتظامی امور بجالانے میں مکرم نعیم احمد، عزیزم جلیل قمر، عامر، نورالدین کاشف خان، ظہیر الدین عاطف خان، شجاع الدین آصف خان نے بہت مدد کی۔ ان سب دوستوں

کے لئے دعا کی درخواست ہے خدا تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فلاح الدین خان، نیشنل سیکریٹری اشاعت ———— جرمنی

حضور ایدہ اللہ کے جوابی خطوط

درج ذیل خواتین واحباب کے نام حضور کی طرف سے جوابی خطوط موصول ہوئے، پتہ نامکمل ہونے کے سبب ان کو پوسٹ نہیں کیا جاسکا۔ ازراہِ مہربانی خاکسار کے نام اپنا پتہ تحریر کر کے یہ خط منگوالیں۔

مکرم اقبال محمود، مکرمہ امتہ الحیٔ لبشریٰ، مکرم خواجہ عبدالجلیل بٹ، محمد اسلم بٹ، مکرم راجہ زبیر احمد، مکرم انوار احمد، مکرم ڈاکٹر لطیف احمد، مکرمہ لبشریٰ انعام، مکرم نصیر احمد امیتی، مکرمہ نجمہ حبیب، مکرم عبدالغنی، مکرم اعجاز احمد، مکرم ڈاکٹر مرزا لطیف احمد، مبین احمد، مکرم شاہد محمود، مکرم محمود ضیاء، مکرمہ پروین فضل، مکرمہ بیگم منور حمیہ، مکرمہ طاہرہ لبشریٰ رفیق، مکرمہ شاہدہ نعیم، مکرم مبارک احمد خان، مکرم نصراللہ خان بھٹی، مکرم بشارت احمد ملک، مکرمہ امتہ الحنان، مکرمہ ثمینہ داؤد، مکرم ملک عبداللطیف، مکرم ناصر احمد، مکرم وسیم احمد، مکرمہ امتہ النصیر، مکرم چوہدری محمد حنیف، مکرم مبارک مسعود، مکرم محمود احمد، مکرم فرحت یاسمین، مکرم بشارت احمد، مکرمہ عاصمہ خان، مکرم داؤد احمد، مکرم رانا رفیق احمد، مکرم نفیس اقبال، مکرم رانا نثار احمد، مکرم رانا ظفر محمود، مکرمہ جمیلہ خلیق، مکرم مجید احمد تبسم، مکرم محمد نواز، مکرم محمد اسلم بٹ، مکرمہ ثروت، مکرمہ طاہرہ مبشر، مکرم رفیق احمد خالد، مکرم طارق عثمان، مکرم نسیم احمد، مکرمہ رضوانہ، مکرمہ صادقہ ناہید، مکرم ملک سمیع اللہ ابن حکیم مرغوب اللہ شیخوپورہ۔

عبدالرشید بھٹی جنرل سیکریٹری ———— جرمنی

راہِ مولیٰ کا
ایک ادنیٰ اسیر

مورخہ ۶ مئی ۱۹۸۶ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ غیر احمدیوں کا ایک جلوس جس کی قیادت غیر احمدی مولوی کر رہے تھے اور جو ہزاروں افراد پر مشتمل تھا مسجد احمدیہ کوئٹہ فاطمہ جناح روڈ پر حملہ کرنے کے لئے آیا۔ مسجد احمدیہ سے تقریباً ۵۰۰ میٹر دور میزان چوک سے یہ جلوس روانہ ہوا۔ جلوس ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھا۔ اس جلوس کی نگرانی پولیس کر رہی تھی۔ مسجد کے دو مقفل دروازوں پر افراد جماعت کا پہرہ تھا۔ اس وقت مسجد میں ڈیوٹی پر ۸۵ انصار و خدام موجود تھے۔ نماز تین بجے بعد دوپہر ختم ہوئی۔ اس کے بعد تمام افراد حفاظت کی غرض سے مسجد میں ہی موجود رہے۔ شام چھ بجے جلوس مسجد پر حملہ آور ہوا۔ جلوس نے مسجد کے دروازوں کو توڑنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی زبردست پتھراؤ کیا گیا۔ پتھراؤ سے ۴ خدام کو چوٹیں آئیں۔ خاکسار کے ذمہ طبّی امداد کی ڈیوٹی تھی۔ رات کے ۹ بجے تک جلوس حملہ آور ہوتا رہا۔ ڈپٹی کمشنر کوئٹہ نے امیر صاحب جماعت کوئٹہ کو پیغام بھیجا کہ اس وقت ایک صورت تو یہ ہے کہ مسجد غیر احمدیوں کے حوالہ کر دی جائے یا پھر اس کو سربمہر کر دیا جائے یا پھر یہ صورت ہے جلوس کو کھلی چھٹی دے دی جائے اور وہ مسجد پر قابض ہو جائے۔ ایسی صورت میں نقصان کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔

امیر صاحب نے جواباً کہا کہ مسجد غیر احمدیوں کے حوالہ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ کام تو ہماری لاشوں سے گزر کر ہی ممکن ہے۔ جہاں تک مسجد کو سیل کرنے کا تعلق ہے تو ہم اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے گھر کو سیل نہیں کر سکتے۔ جہاں تک مقابلے کا تعلق ہے تو ضلعی انتظامیہ کون سا انہیں روکے ہوئے ہے۔ ان کے دل میں جو ہے وہ کر رہے ہیں۔ آخر کار ڈپٹی کمشنر نے اسی وقت دفعہ ۱۴۴ کا اعلان کر دیا۔ مسجد میں موجود تمام احباب کو مع امیر صاحب کوئٹہ گرفتار کر کے تھانہ لے گئے۔ ۶ یوم کے بعد رہا کیا گیا ہماری گرفتاری کے اگلے روز رمضان المبارک شروع ہو گیا تھا اس لئے تھانہ میں خاکسار کو باقاعدہ نماز تراویح پڑھانے اور روزے رکھنے کا شرف ملا۔

حافظ مبارک احمد ———— BRUCHSAL

تو کرتا ہے جاں بخشی دیتا ہے توانائی

وہ آہ جسے دل کی پیدا کرے گہرائی
گردوں سے کہیں آگے ہے اسکی پذیرائی
جب بندہ پکارے تو سنتا ہے پکار اُس کی
میں بھی تیرا بندہ ہوں میں بھی تیرا سودائی
بے چاروں کا ملجا بے یاروں کا تو ماویٰ
یہ وادیٔ بطحا سے پیغام صبا لائی
علم اپنا نہیں مجھ کو عالَم کی خبر تجھ کو
میں بے خبر و ناداں تو حکمت و دانائی
ظلم اپنی ہی جاں پر ہوں کرتا مری کمزوری
تو کرتا ہے جاں بخشی دیتا ہے توانائی
جو در پہ ترے آئے خالی نہ کبھی جائے
دے شوقِ تماشا کو اک جلوۂ سینائی
یا رب تیری دنیا کے بیمار شفا پائیں
دے مجھ کو مسیحا کے انفاسِ مسیحائی

عبدالمنان ناہید

خوشخبری

ہمارے ہاں سے ہر قسم کی

CAPS

جوگنگ سوٹ

جیکٹ

ٹی شرٹ

پاجامہ

Hallo! Unser Sonderpreis! Hallo! Unser Sonderpreis!

T-Shirts.
Tour-T-Shirts.

T-Shirt, weiß, 1. Qualität
T-Shirts einseitig
Sweatshirts
Freizeit-Gummizughosen, aus Baumwolle (40 versch. Modelle)
Michael-Jackson-Jacken
jacken
Kinder
Batik, enge Hosen
und weite Hosen
Patchwork-Hosen
Motorrad-Lederjacken
Trilobal-Jogginganzüge, Black & White
und viele andere Artikel mehr. Ein Besuch lohnt sich!

Fa. AZIZ GbR
Rudolf-Diesel-Str. 30 · 6900 Heidelberg
Telefon 0 62 21 / 2 79 49 od. 16 22 49 · Fax 0 62 21 / 2 16 79

دستیاب ہیں

اس کے علاوہ مختلف اشیاء بارعایت خرید فرمائیں اور ایک دفعہ خدمت کا موقع دیں

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Fa. AZIZ GbR
Rudolf-Diesel-Str. 30 · 6900 Heidelberg
Telefon (0 62 21) 16 22 49 u. 27 949

شہنشاہِ کائنات ﷺ

عکسِ آئینۂ صفات ہیں آپؐ
حق تو یہ ہے کہ حسنِ ذات ہیں آپؐ

قولِ لولاک اِس پہ شاہد ہے
وجہِ تکوینِ کائنات ہیں آپؐ

حق کے انوار کا ہیں آئینہ
مہبطِ کل تجلّیات ہیں آپؐ

محورِ جلوۂ جمالیات
مرکزِ حُسنِ کلّیات ہیں آپؐ

ہر نبی آپؐ کے جِلو میں ہے
گویا نبیوں کی اک برات ہیں آپؐ

ہر نبی آپؐ میں ہُوا مُدغم
سب کا مجموعۂ صفات ہیں آپؐ

مظہرِ ذوالجلالِ والاِکرام
جلوۂ کُل جمالیات ہیں آپؐ

اک نذیرِ برائے انذارات
اک بشیرِ مبشّرات ہیں آپؐ

آپؐ کی بات ہے حدیثِ ذات
کلمۂ حق کی ایک بات ہیں آپؐ

حق تعالیٰ کے ظلّ کامل ہیں
ایک تفسیرِ محکمات ہیں آپؐ

خاتم الانبیاء ہے جن کا لقب
وہ شہنشاہِ کائنات ہیں آپؐ

حق تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہیں
حق تعالیٰ کا اسمِ ذات ہیں آپؐ

زند در گور رسم شد در گور
مُحسنِ عالمِ بنات ہیں آپؐ

ہر جہت آپؐ کے ہے زیرِ نگیں
مالک الملکِ شش جہات ہیں آپؐ

حل کئے کل بھی عقدہ ہائے لاینحل
آج بھی حلِّ مشکلات ہیں آپؐ

قیسؔ مینائی کے ہیں روحِ رواں
قیسؔ مینائی کی حیات ہیں آپؐ

قیسؔ مینائی نجیب آبادی

ناصر باغ میں زیرِ تعمیر احمدیہ سنٹر کا مجوزہ نقشہ

یہاں پر مسلسل جاری وقارِ عمل کی تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارہ میں پیش کی جائے گی

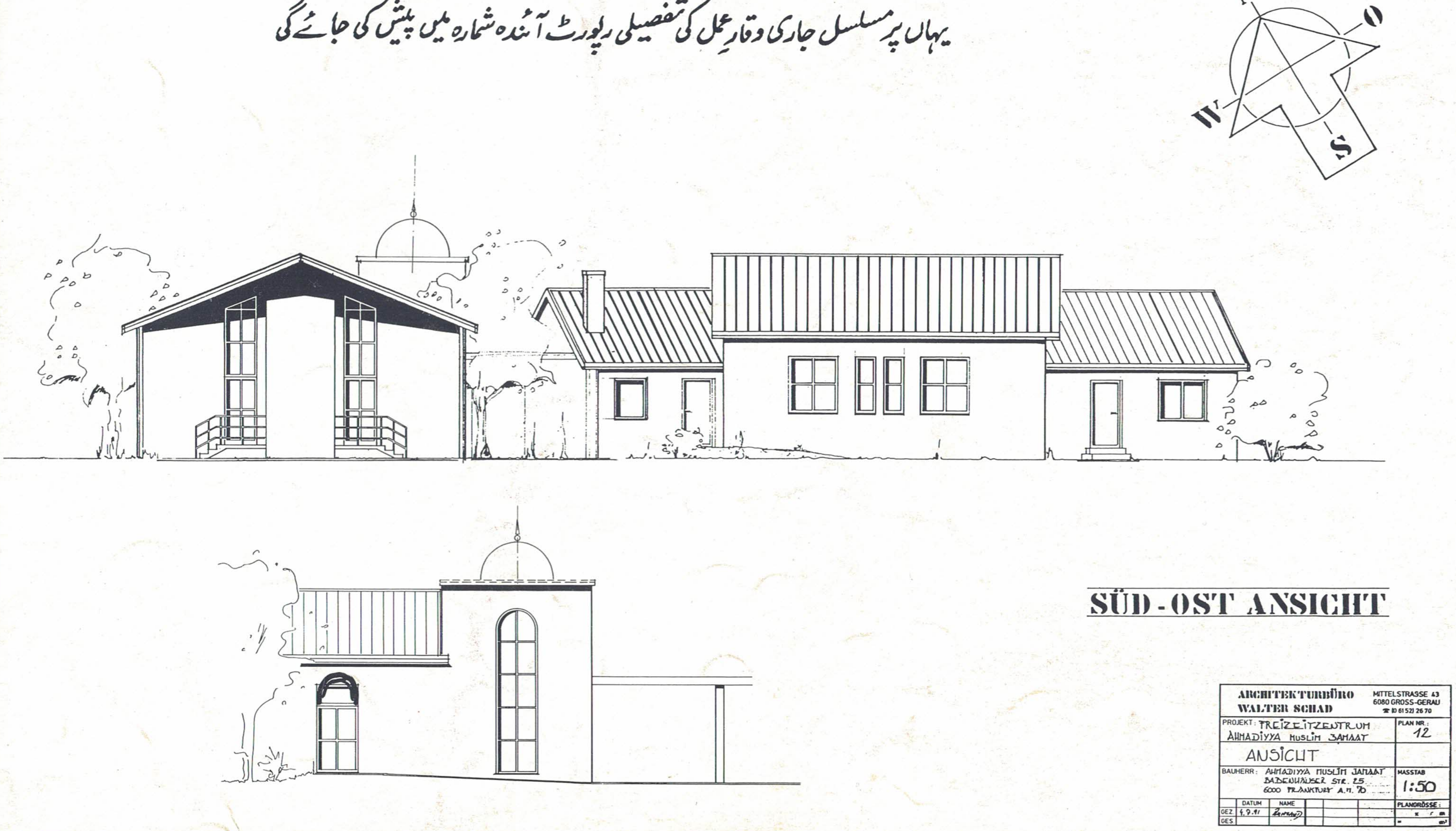

Herausgeber (Publisher): Abdullah Wagishauser, · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt am Main 70
Tel. (0 69) 68 14 85 / 68 10 62 · Fax (0 69) 68 65 04 · Telex 41 6187 islam d · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.